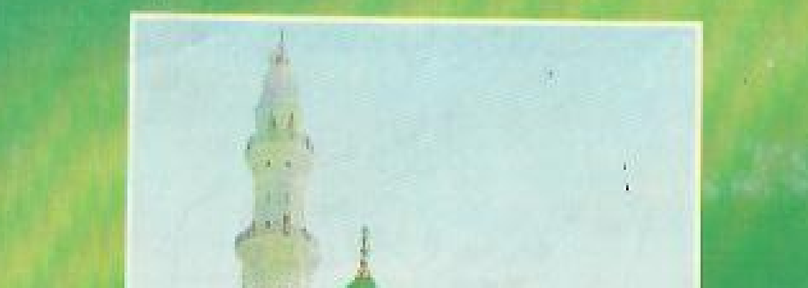
نام یہ جس نے دیا اس کو خبر تھی شاید
اُن کا ریحان کبھی دُنیا میں چمکتا ہوگا

ریحانِ بخشش

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و ریحانِ ملت مولانا ریحان رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ

(غیر مطبوعہ حمدیہ و نعتیہ کلام)



تالیف و ترتیب

سید محمد سلیمان ریحانی المعروف محمد میاں

ریحانِ بخشش

حُجّۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ

و

ریحانِ ملت مولانا ریحان رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ

غیر مطبوعہ

حمدیہ و نعتیہ کلام

تالیف و ترتیب

سید محمد سلیمان ریحانی المعروف محمد میاں

ناشر

مرکزی مجلسِ امامِ اعظم رجسٹرڈ لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر

بانی مجلس

مترجم کتب احادیث رئیس التحریر علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب ـــــــ ریحانِ بخشش

مؤلف ـــــــ سید محمد سلیمان ریحانی المعروف محمد میاں

ناشر ـــــــ مرکزی مجلس امام اعظم

صفحات ـــــــ ۶۴

حسبِ فرمائش ـــــــ پیر طریقت مولانا توصیف رضا خان دامت برکاتہم العالیہ

تعداد ـــــــ گیارہ سو

ہدیہ ـــــــ دس روپے

نوٹ: بیرون جات کے شائقین -/ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مرکزی مجلس امام اعظم

پرویز الیکٹرک سٹور، کوڑے چوک والٹن روڈ لاہور کینٹ، کوڈ نمبر ۵۴۸۱۰

عرضِ مصنف

زیر نظر کتاب ریحان ملت اور ابر بخشش پہلی مرتبہ بھارت یو پی بریلی شریف سے صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف پیر طریقت حضرت علامہ مولانا سبحان رضا خان صاحب قبلہ دامت برکاتہم عالیہ کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے۔

اب پاکستان کراچی سے (مجلس تعمیر سیرت) کے زیر اہتمام ریحان بخشش کے نام سے صرف دیوان کو شائع کیا جارہا ہے اس کی بنیادی وجہ سرمایہ کی کمی ہے۔ کتاب ہذا طباعت سے پہلے حکیم اہلسنت حضرت علامہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب دام مجدہ اور رئیس التحریر حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری علیہ الرحمہ لاہور (خلیفہ حضور ریحان ملت) نے ملاحظہ فرمائی تھی اور پاکستان میں اس کی طباعت پر اہلسنت کے لئے عظیم سرمایہ قرار دیا حضرت علامہ عبدالحکیم صاحب علیہ الرحمہ نے کتاب ہذا کی طباعت کے بعد حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ پر ایک مبسوط کتاب لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا مگر صد افسوس کہ کتاب کی طباعت سے پہلے ہی آپ کا وصال ہوگیا۔

قارئین حضرات سے التماس ہے کہ کتابت کی اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درست کرلیا جائے نیز جن حضرات کے پاس حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ کا نعتیہ کلام واقعات و کرامات یا تحریر و تقاریر میں سے کچھ مواد ہو تو ہمیں ضرور بھجوائیں تاکہ حضرت سے متعلق شائع ہونے والے کتب و رسائل میں اسے بھی شامل کیا جاسکے۔

آخر میں ان حضرات کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جنہوں نے کتاب کی طباعت کے سلسلے میں میرا دام درہم سخن قدم ساتھ دیا خصوصاً مولانا عبدالجبار رحمانی صاحب جن سے نسخہ دستیاب ہوا اور بالخصوص مولانا فرحت احمد قادری صاحب زید مجدہ اور بابا محمد عبداللہ صاحب دام مجدہ جنہوں نے صرف میرا حوصلہ ہی بلند نہیں کیا بلکہ خصوصی تعاون بھی فرمایا اللہ تعالیٰ قبول کرے اور انہیں دارین میں بہترین اجر عطا فرمائے۔

سید محمد سلیمان ریحانی

C-15 Railway Project No-3

Jinnah Evenue Model Colony

Karachi P.C 75100

حمد باری تعالیٰ جل جلالہٗ

امام احمد رضا قدس سرہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِہِ الْمُتَفَرِّدِ

وَصَلَاتُہٗ دَوَامًا عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ ہُمْ مَاْوٰی عِنْدَ شَدَائِدِی

فَاِلَی الْعَظِیْمِ تَوَسُّلِی بِکِتَابِہٖ وَبِاَحْمَدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

مناجات

از:- مولانا سید محمد شریف علی قادری نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الٰہی سبز گنبد کے مکیں محبوب کا صدقہ الٰہی اس شفیع المذنبین محبوب کا صدقہ

الٰہی سرورِ دنیا و دیں محبوب کا صدقہ الٰہی رحمت للعالمین محبوب کا صدقہ

نہالِ آرزو رحمت سے اپنی بارور کر دے

میری اُمید کا دامن گلِ مقصود سے بھر دے

میرے مولیٰ علی مرتضیٰ کا واسطہ تجھکو میرے مولیٰ جنابِ فاطمہ کا واسطہ تجھکو

میرے مولیٰ حسن سے مجتبیٰ کا واسطہ تجھکو میرے مولیٰ شہیدِ کربلا کا واسطہ تجھکو

نہالِ آرزو رحمت سے اپنی بارور کر دے

میری اُمید کا دامن گلِ مقصود سے بھر دے

الٰہی رحم فرما عابدِ مغموم کی خاطر الٰہی رحم فرما اکبرِ مظلوم کی خاطر

الٰہی رحم فرما اصغرِ معصوم کی خاطر الٰہی رحم فرما زینب و کلثوم کی خاطر

نہالِ آرزو رحمت سے اپنی بارور کر دے

میری اُمید کا دامن گلِ مقصود سے بھر دے

میرے مولیٰ بحرمت غوثِ اعظم التجا سن لے میرے مولیٰ بحرمت خواجۂ عالم دعا سن لے

میرے مولیٰ تیرے قربان تو میری صدا سن لے میرے مولیٰ شریفِ بینوا کا مدعا سن لے

نہالِ آرزو رحمت سے اپنی بارور کر دے

میری اُمید کا دامن گلِ مقصود سے بھر دے

نعت

از: حضرت مولانا حکیم الحاج محمد مطیع الرضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نہیں ہوتا کہیں اپنا گذارا یا رسول اللہ
مدینے میں بلا لیجیے خدارا یا رسول اللہ

جو ہو چشمِ کرم کا اک اشارہ یا رسول اللہ
تو بیڑا پار ہو جائے ہمارا یا رسول اللہ

ہو طیبہ کی وہی صبحِ دل آرا یا رسول اللہ
کروں پھر سبز گنبد کا نظارا یا رسول اللہ

حضوری میں ہو منظر کتنا پیارا یا رسول اللہ
تڑپ کر دل وہیں ہو پارہ پارہ یا رسول اللہ

جو صدقہ آپ کا کھایا تو گُن بھی آپ کے گائے
کمال اس میں نہیں کچھ بھی ہمارا یا رسول اللہ

بہت ہیں دہر میں نفس و ہوا و دیو کے بندے
تمہارا ہوں تمہارا میں تمہارا یا رسول اللہ

بھنور میں رب کی رحمت سے سفینہ بچ گئیں موجیں
مصیبت میں کسی نے جب پکارا یا رسول اللہ

فقیرِ بے نوا پر بھی کرم ہو اپنے آقا کا
بڑے بگڑے ہوؤں کو ہے سنوارا یا رسول اللہ

رضائے مصطفیٰ شد چوں رضا احمد رضا یابد
رضایت با رضا خواہد رضا را یا رسول اللہ

منقبت بحضور ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ

جناب سید قیصر وارثی لکھنوی

مقبولِ خدا کہیئے محبوبِ رضا کہیئے
ریحان رضا خاں کو کچھ اس سے سوا کہیئے

قرآں کے مفسر کی تاثیرِ دعا کہیئے
یا مفتیٔ اعظم کے جلوؤں کی ضیا کہیئے

وہ نائبِ محبوبِ سبحاں تھا زمانے میں
محشر میں بھی یہ انجم بخشے گا ضیا کہیئے

وہ حسن کا منظر تھا وہ عشق کا مظہر تھا
اس ذاتِ گرامی کی توصیف میں کیا کہیئے

توقیرِ رسالت کا پرچم جو کرے اونچا
وہ شخص کہیں مرکر ہوتا ہے فنا کہیئے

غیروں کے بھی سر ہم نے تسلیم کو خم دیکھے
یہ ہیبتِ مومن تھی یا حسنِ ادا کہیئے

دنیا کو بھی سکھلائے اندازِ رضا جوئی
تا عمر رہا خود بھی پابندِ رضا کہیئے

منھ موڑ کے دنیا سے یوں اسکا چلا جانا
نا قدریٔ رہبر کی آپ اس کو سزا کہیئے

ملّت کی تباہی کا تھا درد جو سینے میں
وہ درد ہی بالآخر جاں لیکے گیا کہیئے

سجادہ نشینی کا دعویٰ ہے بہت آساں
ان جیسا کسی نے بھی کچھ کام کیا کہیئے

حق گوئی و بیباکی قیصر تھا شعار اس کا
ہوتے ہیں کہاں ایسے اب راہ نما کہیئے

انتساب

میں اپنی اس کاوشِ دینی کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے والدین کی جانب سے ہدیہ تبریک و نذر کرتا ہوں۔

اور اس کتاب کو اپنے والد ماجد مولانا سید شریف علی قادری رضوی مصطفوی علیہ الرحمۃ الباری سے منسوب کرتا ہوں۔ جن کی صحبتِ بافیض سے مجھے آقائے نعمت، دریائے رحمت اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا در ملا اور سرکار ریحانِ ملت علیہ الرحمہ سے شرفِ بیعت حاصل ہوا۔ خدا بروز حشر مجھے ان بزرگوں کے سائے تلے جگہ عطا فرمائے۔

آمین بحرمت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر محمد میاں عفی عنہٗ

تقریظ جمیل

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم والہ واصحابہ اجمعین

امابعد

امام اہلسنت اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کا گھرانہ کسی تعارف کا محتاج نہیں اس عالیمرتبت خاندان نے جہاں ملت کی سیاسی، سماجی اور مذہبی نقطہ نگاہ سے خدمت کی وہاں میدان شعر وادب میں بھی اپنا ثانی نہیں چھوڑا امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے خلف اکبر مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اس چمنستان کے مہکتے پھولوں میں ہیں جن کی مہک سے آج بھی مشام عالم مہک رہا ہے۔ آپ جہاں فقہ کے دقیق مسائل اور تدریس کے عمیق ہنر سے آراستہ تھے وہاں فن نعت گوئی میں آپ کی خوش طبعی اور تخیل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطر سے معطر رہی ضرورت اس بات کی تھی کہ آپ کا غیر معروف نعتیہ کلام منظر عام پر آئے، اسکے ساتھ ساتھ مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں نجل مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے فرزند اکبر ہیں جن کے کلام میں رنگ حامدی جھلکتا رہا ہے وہ بھی شائع ہو۔

الحمد للہ اس نہج پر سید محمد سلیمان ریحانی میاں کی ترتیب کردہ کتاب "ریحان بخشش" کا چیدہ چیدہ مطالعہ کیا جس میں بکھرے ہوئے موتی یکجا کئے اور ساتھ ہی حضرت رحمانی میاں علیہ الرحمہ کی مختصر مگر جامع سوانح سے رنگ آمیزی کی ہے جسکی فی زمانہ اشد ضرورت تھی۔

مولیٰ تعالیٰ محمد میاں ریحانی سلمہٗ کی اس کاوش و خدمت دینی کو شرف قبول بخشے اور مزید کار خیر کی توفیق عطا فرمائے اور برادران اہلسنت میں مقبول عام ہو۔

فقیر حقیر

سید شاہ تراب الحق

۱۴ اپریل ۹۲ء

تقریظِ جلیل

حضرت مفتی اہلسنت

مفتی ابو ظفر غلام یٰسین امجدی صاحب مدظلہ العالی

مہتمم

دارالعلوم قادریہ رضویہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غالباً فروری ۱۹۶۹ء کی بات ہے کہ ضلع جھنگ پنجاب پاکستان کے ایک مرکزی مدرسہ جامع محمدی میں ۱۵/۱۶ سال کا ایک تو خیز خوبصورت جوان کو دیکھا جو ہمارا ہم عمر تھا۔ اس وقت میں اور میرے برادر محترم مولانا خلیل اختر صاحب بالترتیب ۱۸-۱۹ سال کے تھے اپنا مختصر سا سامان لئے ہوئے جامع محمدی میں آیا اور استاذ محترم علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمہ شیخ الحدیث جامع محمدی کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کی اور با ادب بیٹھ گیا حضرت علامہ نے خیریت پوچھی اور تفصیلی گفتگو فرمائی۔

اس وقت استاذ محترم حضرت علامہ مفتی اعجاز ولی خان صاحب علیہ الرحمہ اس جامع میں بحیثیت استاذ مامور تھے۔ لیکن اس روز کسی وجہ سے تشریف نہ لائے تھے۔ معلوم ہوا کہ ابھی لائلپور میں مدرسہ قائم نہیں ہوا ہے لہٰذا صاحبزادہ حضرت علامہ سردار احمد صاحب محدثِ اعظم پاکستان کے حکم پر لائلپور سے یہاں تشریف لائے تھے۔

اسم گرامی ریحان رضا عرف رحمانی میاں ہے اس خوبصورت نوجوان کی پیشانی اور حرکات و سکنات، گفتار و رفتار میں اسکی ذہانت و فطانت اور وقار جھلک رہے تھے۔ ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ ہمارے مقتدا اور پیشوائے اہلسنت والجماعت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کا ایک فرد ہمارا ہم زبان ساتھی آیا استاذ محترم تو ان کو پہلے سے جانتے تھے لیکن ہم لوگ ان سے ناآشنا تھے مگر بہت جلد ہم گھل مل گئے اور ایک دوسرے کے حالات سے مفصل معلومات حاصل کئے اور بڑی محبت و انسیت سے رہنے لگے۔

علامہ ازہری اور علامہ مفتی اعجاز ولی کی زیر نگرانی رحمانی میاں کی تعلیم و تربیت شروع ہوئی ان کی کتب اپنے درسی دیگر اساتذہ کے پاس تو ہو ہی رہی تھیں، مفتی صاحب نے وقت نکال کر ایک دو کتابیں خود شروع کرائیں اور بڑی توجہ فرماتے۔

رحمانی میاں زمانۂ طالبعلمی میں بھی گنگناتے اور اشعار کہتے دکھائی دیتے تھے اور کبھی کبھی سناتے بھی اور چونکہ ہم بھی یہ ذوق رکھتے تھے لہٰذا اُن کے اشعار سنتے اور لطف اندوز ہوتے اور پھر ہم بھی سناتے کبھی کبھار نوک جھونک بھی چھڑ جایا کرتے ہر جمعہ کو بعد نماز مغرب طلبہ کا ہفتہ واری مشقی جلسہ بھی ہم لوگ منعقد کرتے اس میں بھی رحمانی میاں کبھی تقریر کرتے اور کبھی اپنی کہی ہوئی نعت و منقبت سناتے۔

جب لائلپور کا مدرسہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے نام سے قائم ہو گیا۔ اساتذہ رکھ لئے گئے۔ تعلیم جاری کر دی گئی تو حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ نے رحمانی میاں کو اپنے پاس مدرسہ میں بلا لیا - پھر ۲۵ سال بعد جب پاکستان تشریف لائے تو ایک بار کراچی ملیر سعود آباد میں ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ ان کی دنیا یکسر بدل چکی

ہے۔ بڑا وقار ہے طبیعت میں ٹھہراؤ ہے سنجیدگی ہے اور بڑی آگہی محسوس ہوتی۔

رحمان میاں کے وصال کی خبر کراچی کے اخبارات میں چھپی پڑھ کر دل کو بڑا صدمہ ہوا۔ اور بڑا ہی قلق ہوا۔ حضرت مولانا بڑی خوبیوں کے مالک تھے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین ابھی انہیں بڑا کام کرنا تھا مگر تھوڑی زندگی بیکر وارد دنیا ہوئے تھے۔

مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ

مولانا ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ کے تبلیغی دورے یورپ امریکہ، افریقہ اور برصغیر جنوبی ایشیا وغیرہ اور سیاسی و سماجی خدمات بڑی قابل قدر ہیں۔

حضرت مولانا ریحان رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مختصر سی زندگی میں بہت کچھ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

اگر زندگی وفا کرتی تو اس سے کہیں زیادہ نمایاں اور عظیم کارنامے کر جاتے۔ میرے سامنے "ریحانی بخشش" ہے جس کی ترتیب نو صاحبزادہ سید محمد سلیمان ریحانی عرف محمد میاں نے کی ہے اور اس کو طباعت کروانا چاہتے ہیں۔ سید صاحب کی یہ اچھی تقدیم ہوگی اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بخشے اور محمد میاں کو اجر عطا فرمائے۔ آمین)

فقیر ابو ظفر غلام یٰسین

تعارف

آج کے پُرفتن اور مادیت پسند دور میں جہاں ایمانی و روحانی اور اخلاقی قدریں روز بروز متزلزل ہوتی جارہی ہیں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اپنے سلف صالحین کی تعلیمات اور ان کے حالات زندگی سے واقفیت حاصل کریں کیونکہ ان ہی عظیم لوگوں نے ہر کٹھن اور مشکل وقت میں اہل اسلام کی رہنمائی فرمائی۔ آج ہماری پستی اور رسوائی کا سبب یہی ہے کہ ہمارا روحانی و اخلاقی رابطہ ان بزرگوں سے منقطع ہوتا جارہا ہے دوسری جانب تمام اسلام دشمن طاقتیں صرف مذہب اسلام اہلسنّت و جماعت کو مٹانے کے درپے ہیں ان حالات میں ہمیں چاہئے کہ حضرات اہلسنّت میں جو علماء و مشائخ بقید حیات ہیں ان کے وجود مسعود کو غنیمت سمجھیں اور ان سے رہنمائی حاصل کریں تاکہ سلف صالحین سے ہمارا رابطہ قائم ہوجائے اس بات کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورۃ فاتحہ میں یوں بیان فرمایا مجھ سے اس طرح دعا طلب کیا کرو۔

اھدنا الصراط المستقیم ○ صراط الذین انعمت علیھم

ترجمہ:۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان (انعام) کیا سبحان اللہ کیا پیاری دعا تعلیم فرمائی کہ ہم اس سے عرض کریں مولائے کریم تو ہمیں اپنے مقبول اور انعام یافتہ بندوں کے راستہ پر چلا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول اور نیک بندوں کی راہ سیدھی راہ ہے اس کے علاوہ سب راستے گمراہی و بربادی کی طرف لے جاتے ہیں لیکن یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ اللہ کے مقبول اور انعام یافتہ بندے صرف اہلسنّت والجماعت سے ہیں۔ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے تاکہ کسی کے بہکانے میں نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں اپنے انعام یافتہ بندوں کی وضاحت اس طرح بیان فرمائی۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصلحین و حسن اولٰئک رفیقا○

ترجمہ۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا۔ جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں ان ہی عظیم نفوس قدسیہ میں سے امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے خاندان کے چشم و چراغ حضرت علامہ مولانا ریحان رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے آپ

کی ولادت باسعادت ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۴ء کو مرکز عقیدت بریلی شریف محلہ خواجہ قطب میں ہوئی ولادت باسعادت سے پورے خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ آپ مفسر اعظم ابراہیم رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی سب سے بڑی اولاد تھے ہر طرف سے مبارکباد کی سوغاتیں آنے لگیں اور دعائے علم و فضل کے نغمے گونجنے لگے۔ آپ کے جد امجد سیدی حجتہ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ اور نانا سرکار مفتی اعظم عالم اسلام رحمتہ اللہ علیہ عالم اسلام کو اس ولادت پر بے حد مسرت ہوئی حضور حجتہ الاسلام نے آپ کو اپنا داہنی تبرک عطا فرمایا جو آپ کے منہ میں رکھ دیا گیا نیز خاندانی و ایمانی روایات کے تحت آپ کا اسم شریف محمد رکھا بعدہ پکارنے کا نام ریحان رضا تجویز فرمایا آپ اپنے جد کریم کے نہایت چہیتے اور اپنے ننھیال میں ہردلعزیز تھے۔ اسی محبت کے سبب آپ کے جد کریم حجتہ الاسلام نے آپ کو بچپن ہی میں جبکہ آپ کی صرف تین سال عمر تھی اپنا نائب و جانشین مقرر فرمادیا تھا ان کی نگاہ فیض دیکھ رہی تھی کہ یہ بچہ اپنے وقت کا عظیم عالم اور قوم ملت کا رازدار ہوگا اسی لئے ریحان ملت علیہ الرحمتہ نے ایک جگہ نعت میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

نام یہ جس نے دیا اس کو خبر تھی شاید
ان کا ریحان کبھی دنیا میں چمکتا ہوگا

آپ کا شجرۂ نسب اس طرح سے ہے۔ محمد ریحان رضا خان ابن ابراہیم رضا خان ابن حامد رضا خان ابن مجدد اعظم امام احمد رضا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم آپ کی ولادت چونکہ ایک علمی و روحانی خاندان میں ہوئی اور ایام طفولیت سے ہی باکمال علماء اور صاحب تقویٰ بزرگوں کی شفقت و صحبت میسر رہی تھی اس لئے بچپن ہی سے علم و ادب کے بڑے دلدادہ تھے ابتدائی تعلیم مرکز اہلسنت بریلی شریف میں حاصل کرنے کے بعد آپ کے والد ماجد مفسر اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حصول علم کے لئے بھیجا آپ محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں تین سال رہے اور معیاری کتب کے درس کے علاوہ علم و حکمت کی بھی تعلیم حاصل کی علاوہ ازیں آپ کے اساتذہ میں حضور حجتہ الاسلام۔ حضور مفتی اعظم ہند اور حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم بھی ہیں جس نے ان

عظیم بزرگوں کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کیا وہ کیوں نہ اپنے وقت کا ایک بلند پایہ عالم اور بہترین مبلغ ہوگا اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ریحان ملت علیہ رحمتہ فرماتے ہیں۔

رضا و حامد و نوری کا گلشن ہے بہاروں پر
شگفتہ اس چمن میں خیر سے ریحان رضا تم ہو

تحصیل علم کے بعد مرکز اہلسنت بریلی شریف میں اپنے وقت کے عظیم علماء و فضلاء کی موجودگی میں آپ کی باقاعدہ دستار بندی ہوئی یہ بات بھی قابل ستائش ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند جیسی صاحب تقویٰ شعار زہد و تقویٰ کا پیکر معرفت و حکمت کی ناپید اکنار ہستی نے خاندان میں سب سے پہلے کسی کو اپنا نائب و خلیفہ مقرر کیا تو حضرت ریحان ملت علیہ الرحمتہ کی ذات ستودہ صفات تھی نیز آپ کو بیعت و ارشاد کی اجازت مرحمت فرمائی آپ چونکہ اپنے نانا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ سے بیعت بھی تھے اس لئے آپ کو ان سے بے حد عقیدت و محبت تھی جس کا اظہار ان منقبتوں سے ہوتا ہے جو آپ نے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کی شان میں لکھی ہیں ایک منقبت کے مقطع میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔

روز محشر یہ ہے ریحان عقیدہ اپنا
کہ میرے پیر کا سر پہ میرے سایہ ہوگا

آپ نے تقریباً بارہ سال منظر اسلام بریلی شریف میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے عربی زبان میں آپ کو خاص مہارت حاصل تھی مدرسہ کے وہ طلبہ جن کا تعلق عرب ممالک سے تھا آپ انہیں عربی زبان میں درس حدیث دیا کرتے تھے یہ طلبہ آپ کے درس حدیث کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے علم حدیث کے علاوہ آپ کو مروجہ تمام علوم و فنون میں ید طولیٰ حاصل تھا یعنی تفسیر و حدیث' فقہ' اصول فقہ' کلام و مناظرہ' منطق و فلسفہ' صرف و نحو اور دیگر علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر تھے نیز آپ ایک بہترین منتظم' صاحب فراست مذہب و سیاسی لیڈر بارعب خطیب' عظیم نعت گو شاعر' سحربیان مقرر اور ایک اچھے مصنف بھی تھے جس کا اندازہ آپ کے کچھ فتاویٰ اور تحریروں سے ہوتا ہے اگر آپ کو وقت ملتا اور باقاعدہ تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوتے تو یقیناً یہ اہلسنت کے لئے سرمایہ ہوتا مگر آپ زیادہ تر اپنے جد کریم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کے قائم

کر کے مدرسہ منظر الاسلام اور خانقاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کی ترویج و فروغ کے لئے بحیثیت منتظم اور صاحب سجادہ مصروف رہے دنیا نے دیکھا کہ آپ نے اپنے دور سجادگی میں مدرسہ اور خانقاہ کو بام عروج تک پہنچایا چونکہ آپ کو مذہبی قابلیت کے ساتھ ساتھ ملکی و سیاسی بصیرت بھی حاصل تھی اسی لئے آپ دینی قیادت کے ساتھ ساتھ ملکی و ملی کاموں میں بھی مصروف رہے آپ نے امت مسلمہ کے لئے جو دینی مذہبی اور سیاسی خدمات انجام دی ہیں اس کی تفصیل بہت طویل ہے ایک کتاب ریحان ملت اور الر بخشش (نعتیہ دیوان) میں محترمی عبدالعزیز علی گوہی صاحب قبلہ نے حضرت کی سیرت، خدمات اور نعتیہ کلام سے کچھ مواد جمع کیا ہے جو اہلسنت کے لئے ایک سرمایہ ہے مگر ضرورت ہے کہ اس کام کو پاکستان تک وسیع کیا جائے تاکہ ہماری نوجوان نسل اپنے اسلاف و بزرگوں کی خدمات سے باخبر ہوسکے۔ حضرت ریحان ملت علیہ الرحمۃ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیاں عطا فرمائی تھیں آپ کی بہت سی خوبیوں میں سے حسن اخلاق کی یاد آپ کے احباب کے دلوں میں ہمیشہ چٹکیاں لیتی رہے گی خندہ پیشانی اور بذلہ سنجی کے تصورات میں آپ کے مخلصین احباب اب آپ کو نہ پاکر ہمیشہ سوگوار رہیں گے آپ نے اپنے وصال کی خبر اپنے اہل خانہ و متعلقین کو تین روز قبل فرمادی تھی کہ میرا وقت وصال قریب ہے اور میری قبر میرے جد اعلیٰ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے دائیں پہلو میں تیار کی جائے اپنے وصال کی اس واضح خبر سے آپ کے اہل خانہ اور متعلقین حضرات سخت پریشان و حیران تھے کہ آپ بظاہر بالکل صحت مند نظر آرہے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ عنقریب ہم سے رخصت ہوجائیں گے مگر اس عرصے میں کئی بار آپ نے اپنی قبر کی تیاری کے بارے میں سوال کیا مگر یہ کس کی ہمت تھی کہ آپ کی زندگی میں قبر تیار کرنا شروع کردے انتقال کے دن صبح خادم خانقاہ کو طلب فرمایا اور قبر تیار نہ کروانے پر سخت ناراض ہوئے اور خادم کو -/۱۲۰۰ روپے قبر کی تیاری کی سلسلے میں دیئے اور فرمایا اب اس کام میں تاخیر نہ کرو اسی دن صبح دس بجے ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء کو اس دار فانی سے کوچ فرمایا اور اپنے مالک حقیقی سے جاملے وصیت کے مطابق اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے دائیں پہلو میں قبر کھودنا شروع کی گئی ابھی تھوڑی ہی قبر کھودی تھی کہ زمین میں ایک چٹان ظاہر ہوگئی جسے کھودتے ہٹاتے تقریباً دو روز لگ گئے

اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ اپنے وصال کی خبر ۳ روز پہلے دینے، قبر تیار کرانے اور اجرت بھی پیشگی دینے میں حکمت کیا تھی اللہ اکبر وقت وصال بھی شرع مطہر کا کس قدر احساس تھا کہ میری قبر کھودنے والے کو کہیں عام اجرت نہ دے دی جائے لہذا پہلے ہی اپنی دانست میں مناسب سے زیادہ رقم عطا فرماگئے آج ہم دیکھ رہیں ہیں کہ آپ اپنے جد کریم اعلیٰ حضرت، دادا حجۃ الاسلام اور نانا سرکار مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے قرب میں آرام فرمارہے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازور نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مولائے کریم ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں ان کی برکات و توجہات سے بہرہ ور فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

سید محمد سلیمان قادری ریحانی
صدر مجلس تعمیر سیرت

شجرہ نسب

سعید اللہ خان (شجاعت جنگ بہادر) قندھار سے سلطان شاہ محمد شاہ کے ہمراہ ہندوستان آئے۔

↓

سعادت یار خان

محمد اعظم

حافظ کاظم علی

امام العلماء رضا علی خان

رئیس الاتقیاء نقی علی خان

امام احمد رضا خاں

حجۃ الاسلام حامد رضا خاں — مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں

ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں — حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں جن کا خاندان پاکستان میں ہے

↓

ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ ـ تنویر رضا خاں (مفقود الخبر) ـ اختر رضا خاں ـ قمر رضا خاں

منان رضا خاں (۳ صاحبزادیاں)

↓

سبحان رضا خاں (سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف) ـ عثمان رضا خاں ـ توقیر رضا خاں ـ توصیف رضا خاں

تسلیم رضا خاں ـ اور

۲ صاحبزادیاں

ان میں افضل سلاسل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ مندرجہ ذیل ہے:-

حضرت ریحان ملت کا شجرۂ طریقت

شجرۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ طیبہ

مولائے کائنات
۲۱ رمضان ۴۰ھ نجف اشرف

سیدنا امام حسین
۱۰ محرم ۶۱ھ کربلا

سیدنا امام زین العابدین
۱۸ محرم ۹۴ھ مدینہ طیبہ

سیدنا امام باقر
۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ مدینہ طیبہ

سیدنا امام جعفر
۱۵ رجب ۱۴۸ھ مدینہ طیبہ

سیدنا امام موسیٰ کاظم
۵ رجب ۱۸۳ھ بغداد شریف

سیدنا امام علی رضا
۲۱ رمضان ۲۰۳ھ مشہد مقدس

سیدنا شیخ معروف کرخی
۲ محرم ۲۰۰ھ بغداد شریف

سیدنا شیخ سری سقطی
۱۳ رمضان ۲۵۳ھ بغداد شریف

سیدنا جنید بغدادی
۲۷ رجب ۲۹۷ یا ۲۹۸ یا ۲۹۹

سیدنا ابوبکر شبلی
۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ بغداد شریف

سیدنا عبد الواحد تمیمی
۲۶ جمادی الآخر ۴۲۵ھ بغداد شریف

سیدنا ابو الفرح طرطوسی
۳ شعبان ۴۴۷ھ طرطوس شریف

سیدنا ابو الحسن علی ہنکاری
یکم محرم ۴۸۶ھ بغداد شریف

سیدنا ابو سعید مخزومی
۷ شعبان ۵۱۳ھ بغداد شریف

سیدنا غوث اعظم جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱ / ۱۷ ربیع الآخر ۵۶۱ھ بغداد شریف

سیدنا عبد الرزاق
۶ شوال ۶۰۳ھ بغداد شریف

سیدنا ابو صالح نصر
۲۷ رجب ۶۳۲ھ بغداد شریف

سیدنا محی الدین ابو نصر
۲۷ ربیع الاول ۶۵۶ھ بغداد شریف

سیدنا سید علی
۲۳ شوال ۷۳۹ھ بغداد شریف

سیدنا سید موسیٰ
۱۳ رجب ۷۶۳ھ بغداد شریف

سیدنا سید حسن
۲۶ صفر ۷۸۱ھ بغداد شریف

سیدنا سید احمد جیلانی
۱۹ محرم ۸۵۳ھ بغداد شریف

سیدنا بہاء الدین
۱۱ ذی الحجہ ۹۲۱ھ دولت آباد دکن

سیدنا ابراہیم ایرجی
۵ ربیع الآخر ۹۵۳ھ دہلی

سیدنا شیخ جمال الاولیاء
۱۲ رمضان ۱۰۴۷ھ کوڑا جہان آباد

سیدنا قاضی ضیاء الدین
۱۲ رجب ۹۸۹ھ نیوتنی

سیدنا محمد بھکاری بادشاہ
۹ ذی القعدہ ۱۰۸۱ھ کاکوری

سیدنا سید محمد — کالپی شریف	سیدنا سید احمد — کالپی شریف	سیدنا فضل اللہ — کالپی شریف
سیدنا شاہ حمزہ — مارہرہ شریف	سیدنا شاہ آل محمد — مارہرہ شریف	سیدنا شاہ برکت اللہ — مارہرہ شریف
سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں — مارہرہ شریف	سیدنا شاہ آل رسول — مارہرہ شریف	سیدنا ابوالحسین احمد نوری — مارہرہ شریف
مجدد اعظم اعلیحضرت امام احمد رضا — بریلی شریف	حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں — بریلی شریف	مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضا خان — ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ بریلی شریف
مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں — ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ بریلی شریف	ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں — ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ بریلی شریف	

نبیرۂ اکبر حجۃ الاسلام

حضرت حجۃ الاسلام کا بڑا پوتا مفتی اعظم ہند کا بڑا نواسہ مولانا محمد ریحان خاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ حامدیہ مرکز اہلسنت بریلی محلہ خواجہ قطب میں ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اپنی ولادت سے رحلت تک آفتاب تاباں کیطرح چمکتا، ابر باراں کیطرح برستا، سنبل و ریحان کی طرح اپنی خوشبو بکھیرتا مرد میدان کیطرح گرجتا صرف ۵۰ سال کی عمر میں مدرسہ خانقاہ اور ملک و ملت کی خدمات نمایاں انجام دیتا ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء کو اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔

زندہ رہے تو دین کی خاطر سہی زندگی ۰ اور جان دی تو خدمت اسلام کر گئے

آپ کی سیرت و خدمات پر مشتمل علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی کا تاریخی تعزیتی مکتوب قطعۂ احساس منظوم نذر قارئین ہے۔

مخدومی و عزیزی حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں و برادران ذیشان۔ دودمان امام احمد رضا خان سراپا شکر و امتنان اعزکم مولی المنان ہدیہ سلام مسنون!

"خبر ابتر" ــــ "وحشت اثر" ــــ موصول ہوئی کہ ــــ "آہ آہ کیے جانشین اعلیحضرت" ــــ "نبیرۂ قائد اعلیحضرت" ــــ "آہ داعی خانقاہ عالیہ رضویہ" ــــ "کوکب اسلام حضرت مولانا ریحان" ــــ "حضرت ریحان درخشان" ــــ "علامہ روزگار رطبائے خلائق" ــــ "الحاج محمد ریحان رضا" ــــ "شمع شبستان دیران عام" ــــ "بزرگ نہاد سجادہ نشین آستانہ عالیہ" ــــ "مرجع انام سجادہ نشین آستانہ" ــــ "قادریہ رضویہ دائماً ابداً" ــــ "جنت مکان نبیرہ حجۃ الاسلام" ــــ "ریحان امام احمد رضا" ــــ "ہادی زمانہ نوری رضوی" ــــ "بزم گہ قادری رضوی" ــــ "نے اتفاقاً وصال پر ملال فرمایا" ــــ

ایک عظیم دور۔ فکری، تعلیمی، تعمیری۔ حضرت حجۃ الاسلام سے شروع ہوکر بظاہر حضرت ریحان رضا کے وصال پر ختم ہوگیا۔ امام احمد رضا کے یہ سہ تن خوشتر از صد تن تھے۔ آپکے فیضان کے یہ تینوں بڑے روشن مینار تھے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ حامدیہ کا گل شاداب اپنی ریحان بکھیر گیا جو کچھ ہونا تھا، وہ ہوا مقدرات کا فیصلہ یہی تھا۔ ہاں صاحب سجادہ کے کاندھوں پر عظیم ذمہ داریاں آگئیں ہیں۔ گریہ کار رضا ہے۔ نہ پہلے رکا ہے نہ اب رکے گا۔ رضا کی رضا شامل حال رہے گی۔ آپ کا ماضی صبر و شکر سے روشن ہے۔ اپنے والد گرامی اور جد سامی کی اعلیٰ روایات اور جد و ثنائی کی نمایاں خدمات کو پیش نظر رکھیے کار رضا میں پوری ثابت قدمی کے ساتھ قدم آگے بڑھائیے۔ آپ صاحب منزل ہیں اور نشان منزل آپ کے سامنے ہے۔

یہ چند جملے اس نسبت کے پیش نظر لکھ رہا ہوں جو راقم الحروف کو آپکے جد و دکرام سے ہے آپ کے جد گرامی حضرت جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ایک تفصیلی عریضہ آپ کے والد مرحوم و مغفور کو ۱۹۶۵ء میں لکھا تھا اور آج آپ کو لکھ رہا ہوں۔ خبر قیامت اثر سنتے ہی آپ کے نام تعزیتی ٹیلیگرام روانہ کیا جاچکا ہے۔ ماریشس، جنوبی افریقہ، برطانیہ میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے

ایصالِ ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔ اپنے خطوط سے اس فقیر قادری کو آگہی بخشیں۔ تفصیلات کا منتظر ہوں۔ اس بندہ کو اور اس کے اہلِ خانہ اور قادری رضوی غلام کی جانب سے اپنے جملہ برادران ہمشیرگان والدہ محترمہ جدِّ محترمہ کی خدمت میں ہدیہ سلام مسنون کے بعد تعزیت پیش کیجئے۔ اپنے جدِ ذیشان کو بارگاہِ ریحان میں سلام پیش کریں۔ فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی

۱۰ شوال المکرم ۱۴۰۵ھ / ۲۵ جون ۱۹۸۵ء

قطعۂ تاریخی

کون دنیا سے گیا روتے ہیں آہ! ۔۔ منظرِ اسلام، مسجد، خانقاہ
شکر ہے مصرعہ تاریخ کا ۔۔ "داخلِ جنت ہوا ریحان۔ الٰہ" (۱۴۰۵ھ)

آہ! کیا آئی خبر حضرت ریحاں گئے
مسجد و مدرسہ و خانقاہ و سجادہ
سجادہ و سوداگری کو جو مرے سوداگر کا
جانے والے رہے اپنے تجاہل کا شکار
پھول مرجھائے جس کی شاخ کلی کھل نہ سکی
تو نے وہ منظرِ اسلام کو منظر بخشا
تیرے افکار نے تعمیر کو اک روپ دیا
تیری رحلت کا وہ غم کہ غمِ عالم ٹھہرا
چاہے افریقہ و یورپ ہو، کہ ہو برِصغیر
دورِ ہنگامی ہو، یا نسل کی بندش کا ہو دور
گلشنِ حامد و مصطفٰی سجادہ شاداب کر آہ!
اللہ اللہ یہ مقدر کہ اب وجد کے حضور
ہو گئی آہ گلی آج یتیم سونی!

کرکے دنیا میں بڑا دین کا ساماں گئے
ہر جگہ شور ہے ہم سب کے نگہباں گئے
سامنے اس کے بڑھا کر سبھی کو کان گئے
جو تھے انجان تجھے اچھی طرح جان گئے
شور ہے باغِ رضا کے گلِ ریحان گئے
جو بھی اس باغ میں آئے وہ بہار لے گئے
تیرے انداز حسیں ایسے تھے سب مان گئے
تیری فرقت کا وہ صدمہ کہ دل و جان گئے
تم جہاں پہنچے رضا کا لے فیضان گئے
تم ہر اک دور میں حق کا لے فرمان گئے
آ گیا دورِ خزاں حضرت ریحان گئے
ماہِ رمضان میں ریحان رضا خان گئے
کوئی اب اٹھے کہ ریحان رضا خان گئے

بجھ گئی شمع شبستانِ رضا اے خوشتر
لوگ کہتے ہیں کہ ریحان رضا خان گئے

خوشتر قادری قلم
۱۹ ۶ ۹۱

ماخوذ از تذکرہ جمیل سوانح حجۃ الاسلام حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

ابرِ بخشش
۱۴۰۵ھ

ریحانِ ملت حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ محمد ریحان رضا خاں صاحب
علیہ الرحمۃ کا
مجموعہ کلام

حضرت ریحان کی شاعری

ریحانِ ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں رحمانی المتخلص بہ ریحان کا تعلق اس خانوادے سے ہے کہ علم جس کے آستانے کا پہریدار ہے زبان جہاں مانجھی اور اجالی جاتی ہے۔ شاعری حضرت ریحان کو ورثہ میں ملی ہے۔

○ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی وہ عظیم شاعر ہیں جنہوں نے اردو شاعری کو تقدیس کا پیراہن نفیس عطا کیا ہے ان کا کلام باغِ کامرانی کا سدا بہار پھول ہے جس کی عطر بیزی نے عقیدہ و ایمان کے چمنستان میں مشک بھر دی ہے یہ شعر و ادب کے امام ہیں اور اس امام کی شاعری پر صدہا مضامین و مقالات متعدد رسائل و جرائد میں چھپ چکے ہیں ان کے کلام کے تحقیقی جائزے پر اب تک دسیوں کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں داغ جیسے قادر الکلام شاعر نے ان کی شاعری کو سراہا ہے کالیداس گپتا رضا نے ادبی اور فنی اعتبار سے ان کی شاعری کو میر و غالب کی شاعری کا ہم پلہ بتایا ہے کالج یونیورسٹی کے اردو اسکالروں اور پروفیسوں نیز ناقدین ادب اور قلم کاروں نے کلام رضا دیکھ کر اظہار حیرت کیا ہے نیاز فتحپوری جیسے نقاد کا ناقدانہ قلم کلام رضا دیکھ کر مفلوج ہو گیا اور زبان سے سوا تعریف کے اور کچھ نہ نکلا۔

○ برادر حضرت رضا۔ استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں حسن شاعر غزل بھی ہیں اور شاعر نعت و منقبت بھی داغ کے تلامذہ میں یہ سر فہرست ہیں ان کی نعتیہ شاعری کی تعریف خود امام شعر و سخن شاہ ملک سخن حضرت رضا نے بھی کی ہے اور شاعری میں ان کے استاد داغ دہلوی نے تو یہاں تک کہا کہ اگر میں نعتیہ شاعری کرتا تو حسن کو اپنا استاد

بناتا۔

دو سال قبل علی گڑھ سے اسد بدایونی کی ایک کتاب "داغ کے اہم تلامذہ" شائع ہوئی ہے جس میں حضرت حسن کو نمایاں مقام دیا گیا ہے یہ کتاب اسد بدایونی کا ایم فل کا مقالہ ہے جسے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پیش کیا گیا اور اسے منظور کیا گیا۔

○ حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں حامد عربی زبان و ادب پر کامل عبور رکھتے تھے اردو تو ان کے اپنے گھر کی زبان تھی ان کی شاعری بھی تقدیسی شاعری ہے اور قابل قدر ہے۔ افسوس ان کا مجموعہ کلام ضائع ہو گیا ایک حمد اور دو نعتیں مختلف کتابوں میں نظر آتی ہیں جنہیں دیکھ کر ان کی شعری مہارت زبان و بیان اور فن کا اندازہ ہوتا ہے راقم نے ان کی حیات اور کارناموں پر جو کتاب "حجۃ الاسلام" مرتب کر کے شائع کرائی ہے اس میں یہ حمد اور نعتیں یکجا کر دی ہیں جس طرح حضور مفتی اعظم کی سوانح پر کسی کتاب کو سب سے پہلی بار منظر عام پر لانے کا شرف راقم کو حاصل ہے اسی طرح حضور حجۃ الاسلام کی سوانح پر بھی سب سے پہلی بار کسی کتاب کو پیش کرنے کا شرف فقیر ہی کو حاصل ہے۔

○ حضور مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری شاعر رنگ و نور ہیں لیکن ان کی شاعری میں محبوب دنیا کے لب لعلیں کا رنگ نہیں ہے مدنی محبوب کے گلہائے لب کے جادوائی رنگ کی گل گونی ہے گنبد خضرا کے نظارہ نے اسے سرسبزی عطا کی ہے اور خورشید رسالت سے اسے نور مل رہا ہے اور حضرت نوری نے بہ فیض حضرت احمد نوری ایسے نوری پیکر تراشے ہیں جن سے تقدیسی شاعری کا نگار خانہ جگمگا اٹھا ہے۔

○ اب خانوادہ رضا کے ایک اور شیوہ بیان شاعر حضرت ریحان کی چند نعتوں منقبتوں اور ملی ترانوں کا مجموعہ بنام "ابر بخشش" (۱۴۰۵) منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔

راقم کو حضرت ریحان قدس سرہٗ کے مجموعہ کلام کا یہ تاریخی نام رکھنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے' یوں تو حضرت ریحان ملت علیہ الرحمۃ کی نعتوں اور منقبتوں کی اچھی خاصی تعداد تھی اور بیشتر مختلف جرائد و رسائل میں چھپ بھی چکی تھیں مگر ان کے وصال کے بعد جب سے ان کے فرزند اکبر حضرت مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب سجادہ نے والد گرامی وقار علیہ الرحمہ کی تمام ذمہ داریوں کو سنبھالا ہے اور ان کے زمانہ میں جو کلام ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" میں چھپے انہیں صاحب سجادہ نے محفوظ کرا لیا اور

حضرت ریحان ملت کی جو ڈائری انہیں ملی اس کی چند نظمیں نوٹ کر لی گئیں تلاش جاری ہے فی الحال پہلے ایڈیشن میں جو کلام موجود ہیں انہیں پیش کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں اضافہ ضرور ہوگا۔

احباب ذوق و نظر کلام کی کمیت پر نظر نہ دوڑائیں کیف ملاحظہ فرمائیں حضرت رضا کے یہاں بڑی سادگی ہے بڑی روانی ہے ان کے کلام کی سادگی میں ایک عجیب پرکاری ہے اور روانی میں جوانی اور ادائے مستانی! مشکل الفاظ فارسی تراکیب یا محاورات سے شاعری کو بوجھل نہیں بنایا ہے فصاحت بیان سلاست زبان نے ان کے کلام کو راج ہنس کا سبک پرواز عطا کر دیا ہے لیکن کلام میں ہلکا پن نہیں گرانقدری ہے تصنع اور بناوٹ سے پاک فکر میں ڈوبی ہوئی شاعری ہے ان کے یہاں آورد نہیں آمد ہے سچے جذبات کی ترجمانی ہے شاعری کے باطن میں بڑا نور ہے اور خارجی اعتبار سے بھی یہ پرکیف ہے اس میں سرور ہے۔

حضرت ریحان کی شاعری میں آپ خاندانی روایت کے ساتھ ساتھ تھوڑا سا اضافہ بھی دیکھیں گے انہوں نے اپنی شاعری میں سیاسی رنگ بھی بھرا ہے لیکن اس سے ان کی شاعری میں ساحرانہ آلودگی نہیں آنے پائی ہے بلکہ جمال کے ساتھ ساتھ جلال بھی شامل ہو گیا ہے اور اس سیاسی شاعری نے ملی ترانے کا روپ دھار لیا ہے۔

چند اشعار ملاحظہ ہوں

چمن کی ڈالی ڈالی پر ہمارا نام لکھا ہے
ہم ہی باہر نکل جائیں اب اپنے آشیانے سے
نشان اب بھی مٹانا چاہتے ہو میرا گلشن سے
یہ میرا ظرف تھا کہ بخشدی تم کو بہار اپنی
نہتوں پہ نہ دیکھو آزما کر دھار خنجر کی
یہ دنیا کہے گی یوں کرو حالت نہ خوار اپنی
بنام باغبانی پھول تم نے ذبح کروائے
بڑے تم سورما ہو روک لو اب تو کٹار اپنی!

حضرت ریحان نے سماج پر بھی لکھا ہے اور ظلم و زیادتی کے خلاف بھی احتجاج کیا

ہے۔

امیر سنگدل سے یہ ہر اک مزدور کہتا ہے
مرے خون جگر ہی کی ترے ہونٹوں پہ لالی ہے

حضرت ریحان نے تہذیب نو اور مغربی کلچر پر گہرا طنز بھی کیا ہے اور مسلمانوں کو یورپ میں تبلیغ اسلام کی طرف متوجہ بھی کرایا ہے۔

قوم مسلم کو ریحاں یہ پیغام دے
اے مسلماں تو یورپ کو اسلام دے

اردو مخالفین پر بھی طنز کا ایک انداز ملاحظہ کرلیں۔

یہ بھی کمال دیکھو اردو کے یہ مخالف
جب کوئی گیت گائیں اردو میں گنگنائیں

حضرت ریحان کے یہاں سماج و سیاست سے متعلق جو کلام موجود ہیں وہ بھی قوم و ملت ہی کی آواز ہے اور ترجمانی ہے جسے شاعر نے ایک نمائندے کی حیثیت سے بلند کیا ہے اور یہ بھی اس شاعری کا ایک حصہ ہے جو بخشش کے باغوں کی سیر کراتی ہے اور بخشش کی برستی ساون سے سیراب!

مقدس و مطہر بریلی کے عظیم فاضل چودھویں صدی کے مجدد نے تجدید دین کے ساتھ ساتھ شعرو سخن میں بھی تجدیدی بلکہ اجتہادی کارنامہ انجام دیا ہے۔

شاعری کے دونوں دبستانوں دہلی اور لکھنؤ نے ادب کو جو بھی حسن و جمال اور جلال و کمال عطا کیا وہ علیحدہ بات ہے مگر انہیں دبستانوں سے متعلق کتنے شاعران غزل و ہزل اور شاعر شباب و شراب نے اردو کو فاشی و عریانیت حتی کے عدم تقدیس اور کفر کی دہلیز تک پہنچا دیا ہے مگر بریلی کی شاعری نے اسے پاکیزگی عطا کی وقار متانت بخشا اور اسے کوثر و تسنیم کی شاعری کی طرف موڑ کر تسنیم و کوثر سے دھلی ہوئی زبان بھی دی اور ملکوتی انداز بیان عطا کیا اس طرح اگر دیکھا جائے تو بریلی خود ایک دبستاں ہے۔ اردو شاعری کا پاکیزہ دبستاں۔

راقم کو حضرت ریحان کی شاعری پر کوئی تبصرہ یا تنقید مقصود نہیں پیش لفظ کے طور پر چند باتیں عرض کردی ہیں اب آپ کلام حضرت ریحان سے محظوظ ہوئیے اور ناقدانہ و

مبصرانہ جائزہ بھی لیجئے۔

نعت ہائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

(نعیم علیگ)

یہ نعت پاک حضرت ریحان ملت نے ۱۹۷۶ء میں اپنے پہلے حج و زیارت کے موقع پر مدینہ طیبہ میں کہی تھی۔

(۱)

محمد محمد پکارے چلاجا
محمد کا نغمہ سنائے چلاجا
درودی ترانے تو گائے چلاجا
دل مضطرب کو سنبھالے چلاجا
میرے قلب محزوں کی تسکیں یہی ہے
جو جلتا ہے اس کو جلائے چلاجا
وسیلے سے ان کے سہارے سے ان کے
تو بگڑی کو اپنی بنائے چلاجا
زمانہ خفا ہے تو کیا غم ہے اس کا
زمانے کو ٹھوکر لگائے چلاجا
زمانہ ایک دن تیرے ساتھ ہوگا
تو آقا کو اپنے سنائے چلاجا
دو عالم کی نعمت وہیں سے ملے گی
تو دامن کو اپنے پسارے چلاجا
مدینے کے راہی خدا تیرا حافظ
خدا کی مدد کے سہارے چلاجا

سفینے کو تیرے کنارے لگائیں
یہ لہریں یہ موجیں یہ دھارے چلاجا

ترے درد دل کی دوا بس یہیں ہے
چلاجا وہیں غم کے مارے چلاجا

نگار مدینہ گلستان جنت
مدینے کو دل میں بسائے چلاجا

مدینے کے خاروں پہ قربان گلشن
انہیں اپنے دل میں اتارے چلاجا

ترے پاؤں اور یہ مدینے کے ذرے
مسافر نظر کے سہارے چلاجا

ذرا سوچ ناداں یہ ذرے نہیں ہیں
فلک چاند تارے بھی وارے چلاجا

گہے آنکھ سے گاہ پلکوں سے اپنی
مدینے کی گلیاں بہارے چلاجا

تجھے بڑھ کے آغوش میں لے ہی رحمت
درودوں کے نغمے تو گائے چلاجا

وہ روضہ نبی کا ترے سامنے ہے
جھکالے تو سر کو جھکائے چلاجا

خدا کی یہ رحمت ہے سنتے ہیں سب کی
دکھوں کی کہانی سنائے چلاجا

وہ دریائے رحمت میں آیا تلاطم
تو آنکھوں سے دریا بہائے چلاجا

دعاؤں میں اپنی مجھے یاد رکھنا
تو جا خیر سے میرے پیارے چلاجا

یہ ریحان بھی تجھ کو وہیں پہ ملیگا

جہاں رحمتوں کے ہیں سائے چلاجا

---

(۲)

ہمیں بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا

شجر کا نہ حجر کا نہ مہ و خورشید و اختر کا
میں بندہ ہوں پجاری ہوں بس اک اللہ اکبر کا

نبی پاک کے ہاتھوں سے پی کر جام کوثر کا
ہمیں بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا

ہمیں بھی کاش مل جاتا مقدر ایسے پتھر کا
وہ پتھر جس میں اترا نقش تیرے پائے اطہر کا

غلام مصطفیٰ ہو کر سکندر ہوں مقدر کا
سکندر کب ہوا فتاح دنیا میں کسی در کا

دو عالم پر حکومت ہے مگر جو پر قناعت ہے
ہے انداز جہانبانی انوکھا میرے سرور کا

حسینوں میں بہت دیکھا مگر تم سا نہیں دیکھا
نمونہ بھی نہیں ملتا تمہارے روئے انور کا

نکما بد عمل ہوں اس لئے کچھ کہہ نہیں سکتا!
سمجھ لیں آپ ہی مفہوم میرے دیدۂ تر کا

ترے در سے ترے دشمن بھی خالی ہاتھ نہ لوٹے
مری بھی لاج رکھ لینا کہ منگتا ہوں ترے در کا

سلام عاجزی جب میں کروں گا ان کو تربت میں
فرشتے بوسہ لیں گے میرے لب کا اور مرے سر کا

حیات ظاہری میں ساتھ حیات باطنی میں ساتھ

مقدر تو کوئی دیکھے عمر صدیق اکبر کا
نہ الجھوائے جہاں والو ہماری سر پہ سایا ہے
رضا کا غوث کا حسنین کا عثمان وحیدر کا
غلام مصطفیٰ ہوں میں مرید مصطفیٰ ہوں میں
کرم بے پایاں ہے مجھ پر حبیب رب اکبر کا
یہ جرات اور بے باکی رضا کے فیض سے پائی
ٹھکانا ہی نہیں دل میں ہمارے خوف اور ڈر کا
حسینان جہاں کا کیا بھروسہ کب نظر پھیریں
کسی کو کوئی اندازہ ہوا کب ان کے تیور کا
یہ ریحان دین و سنت کے مہکتے ہیں جدھر دیکھو
نوازش ہے رضا کی اور احساں ان کے منظر کا

---

(٣)

اے نبی پیار سے جس نے تمہیں دیکھا ہوگا
اسکی آنکھوں سے بھی اک نور برستا ہوگا
جس نے ایماں کی نظر سے تمہیں دیکھا ہوگا
اسکی آنکھوں سے بھی کیا نور برستا ہوگا
جس نے طوفاں میں کبھی تم کو پکارا ہوگا
موج طوفاں سے ملا اس کو سہارا ہوگا
جب فرشتوں نے اسے حشر میں پکڑا ہوگا
اک سیہ کار گنہگار یہ کہتا ہوگا
لے چلو مجھ کو مرے شافع محشر کے حضور
وہ جو چاہیں گے وہی فیصلہ میرا ہوگا
حسن خوباں کو بھلا کیا وہ سمجھتا ہوگا

جس کی آنکھوں میں ترے حسن کا جلوہ ہوگا
زہد و تقوی کا کسی اور کو دعوی ہوگا
مجھ سے مجرم کو فقط تیرا سہارا ہوگا
قبر میں اس رخ پر نور کا جلوہ ہوگا
موت جب آئے گی تو ان کا نظارا ہوگا
رب نے یہ فرمایا نبی سے.... اپنے
میرے محبوب جو تیرا ہو وہ میرا ہوگا
جس نے آقا تمہیں ایماں کی نظر سے دیکھا
اسکی نظروں سے بھی اک نور ٹپکتا ہوگا
جن کا مجرم ہوں مجھے لے چلو ان کے در پر
ان کے لب سے جو مرا فیصلہ ہوگا ہوگا
میرے سرکار جو آئیں گے براہ تربت!
قبر میں میری اجالا ہی اجالا ہوگا
نور مہتاب نبوت سے بہ فیض نوری
قبر میں میری اجالا ہی اجالا ہوگا
قلب میں جن کے وہ آباد ہیں ایماں کی طرح
خلد میں عشق نبی سے وہ مہکتا ہوگا
کانپتا جسم نظر شرم سے نیچی نیچی!
اور ہونٹوں پہ دہائی کا یہ کلمہ ہوگا
ان کے قدموں پہ مچل کر یہ کہے گا مجرم!
آپ جو چاہیں گے وہ فیصلہ میرا ہوگا
لغزشیں لاکھ ہوں لیکن مرے رحمت والے!
جادۂ حق سے قدم میرا نہ بہکا ہوگا
ان کی رحمت کے تصدق وہ کہیں گے فورا!
آج ہے کون جو میرے سوا تیرا ہوگا

بخشوائیں گے قیامت میں گنہگار کو وہ
اوج پر قسمت عاصی کا ستارا ہوگا

اس طرح خلد میں عاصی تو چلے جائیں گے
اور لب زاہد عیار پہ غوغا ہوگا

چاہنے والے ہوئے ان کے خدا کے محبوب
اور جس کو وہ چاہیں گے وہ کیسا ہوگا

رند میخانہ رضوی ہے بلا نوش مگر
بادہ حب نبی پی کے بھی پیاسا ہوگا

نام یہ جس نے دیا اس کو خبر تھی شاید
ان کا ریحاں کبھی دنیا میں چمکتا ہوگا

---

(۴)

ہے کام شریروں کا یہ قہر و جفا کرنا
اور ان کی بھلائی کو آقا کا دعا کرنا

یہ عرض مری جاکر آقا کو سنا دینا
اتنا تو مری خاطر اے باد صبا کرنا

مجرم ہوں تمہارا ہوں للہ کرم کردو
جب کام تمہارا ہے دشمن پہ دیا کرنا

تم رحمت عالم ہو امت میں تمہاری ہوں
عاصی کو سر محشر رسوا نہ زرا.... کرنا

ناواقف عظمت ہیں نادان ہیں جھوٹے ہیں
بدلے میں عذاب ان پر اے میرے خدا کرنا

---

(۵)

یہ دیار سرور کونین طیبہ چھوڑ کر
گنبد خضری کا منظر پیارا پیارا چھوڑ کر

ان سنہری جالیوں کا یہ نظارا چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

چلنے والے تو چلا کرتے ہیں دھارا چھوڑ کر
میری طوفاں میں چلی کشتی کنارا چھوڑ کر

ان کی رحمت راہبر میری رہی ہر گام پہ
جب مدینے کو چلا میں باب کعبہ چھوڑ کر

دوستو جاؤ مجھے تو موت ہی لے جائیگی
میں تو جیتے جی نہیں جاؤں گا روضہ چھوڑ کر

آبروئے عیش ہوگی راحت خلد بریں
پھر یہ دل کیسے لگے گا میرا طیبہ چھوڑ کر

بے نیاز دہر تم نے اپنا سائل کردیا
دربدر پھرتا ہے نجدی در تمہارا چھوڑ کر

اے تعالی اللہ دنیا اس کے پیچھے پیچھے ہے
جو تمہارے در پہ آیا چھوڑ کر

تو جو مل جائے تو میں کس کی کروں پھر آرزو
ہر تمنا چھوڑ دی تیری تمنا چھوڑ کر

سارے رشتے منقطع ہوجائیں گے پھر آرزو
بس غلاموں سے نبی کا پاک رشتہ چھوڑ کر

وہ شفیع المذنبیں ہیں بخشوائیں گے ضرور
ان کی رحمت جا نہیں سکتی بلکتا چھوڑ کر

ہم تجھے پہچانتے ہیں منکر شان نبی
تو کسی چولے میں آئے اپنا چولا چھوڑ کر

سب کو پیچھے چھوڑ کر پہنچے حریم قدس میں
فرش کو عرش کو بھی اور سدرہ چھوڑ کر

رحمت اللعالمیں کی دستگیری کے طفیل
میں نے منزل اپنی پائی ہر سہارا چھوڑ کر

فضل سے ان کے وہاں بھی مہکے گا ریحان رضا
جب سوئے جنت چلے گا باغ دنیا چھوڑ کر

---

(۶)

نہ سمجھو کہ وہ بس مدینے میں ہیں
میری آنکھوں میں میرے سینے میں ہیں

بگاڑے گی تو کیا ہوائے مخالف
مرے نا خدا جب سفینے میں ہیں

تمہاری گلی سے چلے آئے جب ہم
نہ تو مرنے میں ہیں اور نہ جینے میں ہیں

جو اسرار مخفی تھے سارے جہاں پہ
وہ سب میرے آقا کے سینے میں ہیں

اے حبیب خدا تم پہ روشن ہے سب
حسرتیں کیا کہوں کتنی سینے میں ہیں

جس گلی سے گئے وہ مہکتی رہی
کمالات کیسے پسینے میں ہیں

زمانہ ہوا عرش پہ وہ گئے تھے
نبی اور سب اب بھی زینے میں ہیں

مزے آنکھ سے ان کی پینے میں ہیں جو
وہ کب جام و مینا سے پینے میں ہیں

ریحاں کو مژدہ نسیم سحر دے
تجھے وہ بلاتے مدینے میں ہیں

---

(۷)

جبریل امیں شان بشر دیکھ رہے ہیں
سدرہ پہ کھڑے گرد سفر دیکھ رہے ہیں

یہ ان کی محبت کا اثر دیکھ رہے ہیں
بس ان کے نظارے ہیں جدھر دیکھ رہے ہیں

صدیق کی الفت کا ثمر دیکھ رہے ہیں
بوجہل کو کو ہم خاک بہ سر دیکھ رہے ہیں

سرکار دو عالم کی غلامی میں جو آئے
سرتاجیٔ کونین عمر دیکھ رہے ہیں

فیضان محبت ہے کہ عشاق یہاں سے
اللہ کے محبوب کا گھر دیکھ رہے ہیں

اللہ کے محبوب کی تعظیم کی خاطر
جھکتے ہوئے سرداروں کے سر دیکھ رہے ہیں

انسان تو کیا چیز ہے ہم پائے نبی پہ
رکھتے ہوئے جبریل کو سر دیکھ رہے ہیں

اللہ کے بندوں نے انہیں نور بھی دیکھا
اور دیو کے بندے ہیں بشر دیکھ رہے ہیں

جھولی کو پسارے ہوئے محتاج و غنی ہیں
اور رحمت کونین کا در دیکھ رہے ہیں

جھولی کو پسارے ہوئے محتاج و غنی ہیں
اور رحمت کونین کا در دیکھ رہے ہیں

اللہ مری چشم تمنا کا بھرم رکھ
وہ دیکھ کہ سرکار ادھر دیکھ رہے ہیں

عالم میں نکو نام ہوں فیضان رضا سے
گمنام مجھے تنگ نظر دیکھ رہے ہیں

یہ مرشد کامل کا ہی فیضان ہے ریحاں
کہ اہل ہنر مجھ میں ہنر دیکھ رہے ہیں

ریحاں سا کوئی پھول گلستاں میں نہیں ہے
ہر رخ سے چمن اہل نظر دیکھ رہے ہیں

---

(۸)

زمیں کیا آسمانوں پر مرے آقا کی سطوت ہے
عطائے رب اکرم سے ہر اک شے پر حکومت ہے

ہر اک شے پر حکومت ہے مگر ہیں پیٹ پر پتھر
غریبوں سے یتیموں سے انہیں کتنی محبت ہے

بشر ہیں وہ مگر ایسے بشر فخر بشر کہئے
کہ آدم بو البشر کو بھی مرے آقا کی حاجت ہے

وہ مکہ میں ہوئے پیدا مدینے میں وہ رہتے ہیں
مگر ان کا وجود پاک ہر عالم کی رحمت ہے

نبی ہیں ان سے کوئی چیز مخفی رہ نہیں سکتی
کہ غیبوں کی خبر رکھنا خبر دینا نبوت ہے

کبھی میزان پر ہیں اور کبھی ہیں حوض کوثر پر
غم امت میں کتنی مضطرب ان کی شفاعت ہے

جو منکر ہے شہ دیں کا قیامت اس پہ ٹوٹے گی
مجھے کیا خوف محشر کا مجھے ان سے محبت ہے

گلستان رضا کا پھول ہوں ریحان کہتے ہیں
مرا آغاز جنت ہے مرا انجام جنت ہے

نوٹ:۔ یہ نعت شریف ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خانصاحب نے سنی عالمی کانفرنس بمبئی کے مشاعرے میں پڑھی تھی۔ (۲۵ اپریل ۱۹۸۵ء)

نعت کا ایک شعر

اتر جاتا ہے تیرا نقش پا پتھر کے سینے پر
مرا دل بھی ترے نقش کف پا کا سوالی ہے

مناقب

(۱) بارگاہ مفتی اعظم میں نذرانہ عقیدت

جس نے مشکل میں کبھی تم کو پکارا ہوگا
تم نے فی الفور دیا اس کو سہارا ہوگا

ڈوبتے ڈوبتے کب چاند نے سوچا ہوگا
اس کے چھپنے سے جہاں میں کیا اندھیرا ہوگا

شمع پرنور بریلی پہ پتنگے ٹوٹے
ہند نے کب بھلا دیکھا یہ نظارا ہوگا

جام نوری نے بنایا انہیں ایسا نوری
روز و شب مرقد نوری پہ اجالا ہوگا

ستر پوشی کو بڑھا ہاتھ سنبھالی چادر
بعد مرنے کے کسے پاس شرع کا ہوگا

میرے مرشد یہ بتاتے ہوئے دنیا سے گئے
وہ ہے زندہ جو مرے یار پہ مرتا ہوگا
روز محشر یہ ہے ریحان عقیدہ اپنا
کہ مرے پیر کا سر پہ میرے سایہ ہوگا

---

(۲)

کیفیات قلبی بعد از وصال مفتی اعظم علیہ الرحمہ

چاہنے والوں کو وہ اپنے سسکتا چھوڑ کر
اٹھ گئے دامن جھٹک کر سب کو روتا چھوڑ کر
میکدہ بھی چھوڑ کر اور جام و مینا چھوڑ کر
میر میخانہ چلا رندوں کو پیاسا چھوڑ کر
اک برس سے زیادہ گذرا ہے تمہارے ہجر میں
پھر بھی غم جاتا نہیں دل کو تمہارا چھوڑ کر
ایسا لگتا ہے کہ جیسے کام باقی تھا ابھی
اور کوئی چلدیا اس کو ادھورا چھوڑ کر
اے ولی یا خدا بس ایک ہے تم سے سوال
یہ بتاؤ تم نے ہم کو کس پہ چھوڑا چھوڑ کر
ہندو مسلم سکھ عیسائی ہوگئے سب مضطرب
جب بریلی سونی کرکے وہ چلا تھا چھوڑ کر
وہ رضائے مصطفیٰ ابن رضا مرشد مرا
سب کا جو تھا مہرباں اپنا پرایا چھوڑ کر
ان کی الفت میں مچلتا ہی رہا وہ عمر بھر
اک نظر بھی جس نے دیکھا ان کو کینہ چھوڑ کر

یہ الم کی داستاں ریحان اب کس سے کہیں
جو شریک غم ہمارا تھا سدھارا چھوڑ کر

---

(۲)

سلام بارگاہ امام۔ امام احمد رضا و شہزادگان رضا

بوسیلہ سلام حضرت خیر الانام سرکار مصطفیٰ و مجتبیٰ علیہ تحیۃ والثناء

سیدی مرشدی شاہ احمد رضا
نازش اتقیاء اصفیاء اولیاء
عشق احمد سے دل جس نے روشن کیا
جس کے صدقے ہمیں در ملا غوث کا
اس کے فیض و کرامت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
علم غیب نبی جس نے ثابت کیا
اختیار نبی جس نے ثابت کیا
اور جھوٹوں کو جھوٹا بھی ثابت کیا
عشق احمد سے دل جس نے روشن کیا
سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
حجت دین اسلام حامد رضا
جن کا چہرہ تھا یا اک حسیں چاند تھا

اک نظر جس نے دیکھا انہیں کا ہوا
منکروں نے بھی کلمہ خدا کا پڑھا
ان کی نورانی صورت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

میرے مفتی اعظم شہ مصطفیٰ
نائب غوث اعظم امام التقیٰ
ابن احمد رضا مظہر اولیاء
ہر ادا سے عیاں سنت مصطفیٰ
تاجدار شریعت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

سیدی مرشدی اے ولیٔ خدا
تیرے ریحاں کی تجھ سے ہے یہ التجا
اپنی آنکھوں سے اک جام ایسا پلا
رند سب کہہ اٹھیں مرحبا مرحبا
تیری ہر اک کرامت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

غزلیات اور متفرق اشعار

یورپ

(۱)

جس نے دیکھے یورپ کے چال و چلن

ان کو سب کچھ روا ہے بعنوان فن
جگمگاتی ہوئی شب تھرکتے بدن
رقص نغمات، میخانے توبہ شکن

حیف! اس قوم کا قومی کلچر ہے یہ
دوسروں پر رہی قوم جو خندہ زن
کس قدر حسن یورپ کا بے باک ہے
بے حیا، بے وفا، بے شرم، بدچلن

کیبرے رقص ہے تو اسٹرپ ٹیز ہے
نام عورت کی عریانیت کا ہے فن
اس قدر عام جنسی جنوں ہے یہاں
کہ نہیں کرتے تخصیص مرد اور زن

چاہے اگلی ہو پچھلی سب ہی ایک ہے
نسل یورپ کی ساری ہے پراز فتن
ہر طرف آدمیت ہے نوحہ کناں
اور ابلیس ہے جا بجا خندہ زن

بقعہ نور یورپ کے سب شہر ہیں
پر نہیں ان میں ایماں کی نوری کرن
قوم مسلم کو ریحاں یہ پیغام دے
اے مسلماں تو یورپ کو اسلام دے

یہ مانا بہت خوبصورت ہے یورپ
مگر میرا دل اس میں لگتا نہیں ہے
حسینوں کی دنیا نگاہوں کی زینت
جسے دیکھ کر دل بہلتا نہیں ہے

(۲)

ہوا یہ چل گئی کیسی جلی فصل بہار اپنی
گلستان کا یہ عالم دیکھ کے حالت ہے زار اپنی

ہمیں یہ سنگ دل کیوں چین سے جینے نہیں دیتے
ہوئی کس جرم میں خواری مرے پروردگار اپنی

نہ مسلو ظالموں کلیاں چمن کے پھول مت توڑو
یہ اپنا ہی گلستاں ہے یہ ہے فصل بہار اپنی

بنام باغبانی پھول تم نے ذبح کروا لے
بڑے تم سورما ہو روک لو اٹھو کٹار اپنی

ختنوں پر نہ دیکھو آزما کر دھار خنجر کی
یہ دنیا کیا کہے گی یوں کرو حالت نہ خوار اپنی

نہ دو الزام گلچیں کو چمن کے باغباں تم ہو
تمہارے دور میں کیسے گئی فصل بہار اپنی

نشاں بھی اب مٹانا چاہتے ہو میرا گلشن سے
یہ میرا ظرف تھا کہ بخش دی تم کو بہار اپنی

میں گلشن میں جہاں چاہوں بناؤں آشیاں اپنا
یہ گل اپنے کلی اپنی چمن اپنا بہار اپنی

ستم یہ ہے کہ سب کچھ جان کے انجان بنتے ہیں
وہ جن کے غم میں آنکھیں نم ہوئی ہیں بار بار اپنی

ستمگر بے وفاؤ سنگ دل میں نے تمہیں چاہا
خطا میری سہی لیکن ادائیں کر شمار اپنی

مناسب ہے یہی ریحاں عنادل فیصلہ کر لیں
اب ہم خود ہی دیکھیں گے چمن اپنا بہار اپنی

(۳)

گھٹاؤں سے فضا مخمور ہے صحن گلستان کی
الٰہی لاج تیرے ہاتھ ہے اب عہد و پیماں کی

فکر بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے نگہباں کی
سما دل کیا تمہیں کچھ فکر ہے اپنے گلستان کی

میں ان سے فاصلے پر اس لئے بیٹھا ہوں محفل میں
کہ پگھل جائے نہ میرا دل تپش سے حسن عریاں کی

یہ گل اب پھیکے پھیکے سے مجھے معلوم ہوتے ہیں
تمہارے ساتھ ہی رونق گئی میرے گلستان کی

جو ہیں سیراب پہلے سے انہیں کو جام ملتا ہے
مجھے پھر تشنگی کیسے یہاں رند پریشاں کی

جناب شیخ کا ظاہر بظاہر خوب ہے لیکن
حقیقت جانتا ہوں خوب میں پاکی داماں کی

بمشکل چند تنکے ہی ہمارے ہاتھ آئے ہیں
بہاریں باغباں نے لوٹ لیں سارے گلستان کی

وفا مجھ سا نہ کوئی باوفا تو اب یہ کہتے ہیں
وفا پیکر تو ریحان تھا کہاں وہ بات ریحان کی

(۴)

حیات ظاہری کے آخری ایام کے تاثرات

یہ میری خوبی قسمت مجھے جس سے محبت ہے
محبت نام ہی سے اس ستمگر کو عداوت ہے

نہ تم میرے ہوئے نہ ہوسکو گے یہ قیامت ہے
یہ سب کچھ جانتا ہوں کیا کروں تم سے محبت ہے

تسلی سے ذرا بیٹھو کہ اب ہنگام رخصت ہے

لو اب ہم جا رہے ہیں اب تمہیں فرصت ہی فرصت ہے
نہ اب ہم تم کو چھیڑیں گے نہ اب تم کو ستائیں گے
نہ اب تم کہہ سکو گے کیا بری یہ تیری عادت ہے

تیرے عارض میرے گل ہیں میری کلیاں تیرے لب ہیں
میرے پہلو میں تو کب ہے میرے پہلو میں جنت ہے
تیری آنکھوں سے پی کر جام الفت مست و بے خود ہوں
میں جس دنیا میں رہتا ہوں اسی کا نام جنت ہے

یہ دنیا پوچھتی ہے نام تیرا لے نہیں سکتا
مگر اتنا بتادوں گا اگر تیری اجازت ہے
میرے محبوب کی پہچان کو اتنا ہی کافی ہے
حسینان جہاں میں کب کسی کی ایسی صورت ہے

غزالی آنکھ گورا رنگ اور مہتاب سا چہرہ
تو اس کے گیسوؤں سے بھی لجائی شب کی ظلمت ہے
لہو سے اپنے سینچا تھا عنادل نے گلستاں کو
انہیں کو اب گلستاں میں سکوں ہے اور نہ راحت ہے

گلوں کو روند کر بلبل سے یہ صیاد کہتا ہے
یہ تیرے خوں کی قیمت ہے یہ تیرے خوں کی قیمت ہے
ہزاروں بار اپنا خون دیکھا ان کے دامن پر
مگر ہر بار ہم سمجھے انہیں ہم سے محبت ہے
تم ہی سے تھا کبھی سرسبز اور شاداب یہ ریحاں
نظر تم نے جو بدلی ہے تو ریحاں کی یہ حالت ہے

امیر سنگدل سے یہ ہر اک مزدور کہتا ہے

مرے خون جگر ہی کی ترے ہونٹوں پہ لالی ہے
مرے ساقی بتا کیا نظام میکدہ ہے یہ
کوئی مدہوش ہے پی کر کسی کا جام خالی ہے

یہ بھی کمال دیکھو اردو کے یہ مخالف
جب کوئی گیت گائیں اردو میں گنگنائیں

چمن کی ڈالی ڈالی پر ہمارا نام لکھا ہے
ہم ہی باہر نکل جائیں اب اپنے آشیانے سے
کہیں بھی اور کسی بھی ملک میں ہم جا کے رہ لیں گے
مگر یہ سوچ لے ظالم کہے گا کیا زمانے سے
ہمارے باغباں رحم دل کا فیصلہ یہ ہے
عنادل کچھ نہ رکھیں کام اپنے آشیانے سے

مفتی اعظم کی بارگاہ میں خراج عقیدت

ادائے مصطفیٰ تم ہو رضائے مصطفیٰ تم ہو
ہر اک انوار سے اے مقتدا احمد رضا تم ہو
شبیہ حضرت غوث الوریٰ ابن رضا تم ہو
جہان علم کے مفتی اعظم مصطفیٰ تم ہو
ولی ابن ولی زندہ ولی ہو پارسا تم ہو
سراپا زہد ہو اور پیکر صدق و صفا تم ہو
تمہارے ظاہر و باطن پہ نازاں پارسائی ہے
جو خیر اتقیا تم ہو تو ناز اصفیا تم ہو
پلادو جام نوری اپنی نورانی نگاہوں سے
کہ نوری میکدہ کے میرے میرے ساقیا تم ہو

میری دنیائے دین کا ماحصل الفت تمہاری ہے
قیامت میں میرے ماویٰ و ملجا آسرا تم ہو

کسی کو کیوں سناؤں داستان اپنے مصائب کی
میرے دکھ کی دوا تم ہو میرے مشکل کشا تم ہو

مجھے توفیق صبر و استقامت پیکر صبر و رضا تم ہو
اسی میٹھی نظر سے دیکھ لو پھر اپنے منگتا کو

کہ اس کی آرزو حسرت تمنا مدعا تم ہو
تمہاری ذات میں جلوے رضا حامد رضا کے ہیں

میرے حامد رضا تم ہو میرے احمد رضا تم ہو
وہ میرے سامنے ہیں پوچھتے ہیں آرزو کیا ہے

میرے مولیٰ زباں دیدے کہ کہدوں مدعا تم ہو
غنی تم ہو میں سائل ہوں ولی تم ہو میں عاصی ہوں

مریض درد عصیاں ہوں دوا تم ہو شفا تم ہو
رضا و حامد و نوری کا گلشن ہے بہاروں پر

شگفتہ اس چمن میں خیر سے ریحان رضا تم ہو

بیاض پاک حجۃ الاسلام

۱۰ ـــــ ھ ـــــ ۱۴

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں قادری رضوی نوری بریلوی کی پوری زندگی امام احمد رضا فاضل بریلوی کے لیل و نہار کی عکاسی تھی۔ علم و فن ہو یا تصنیف و تالیف، مصروفیات خانقاہی ہوں یا آداب سحر گاہی۔ ہر جگہ آپکو حامد رضا کی صورت میں احمد رضا کی سیرت نظر آئے گی۔ وقت کا یہ بڑا عظیم المیہ ہے کہ حجۃ الاسلام کے یہ روشن نقوش بھی آہستہ آہستہ مدھم پڑتے چلے جا رہے ہیں۔

جن لوگوں نے آپکے شب و روز کو دیکھا ہے وہ گواہی دیں گے کہ آپ کے اذواق و اشواق میں نعت گوئی کا بھی بڑا حصہ رہا ہے۔ آپ ہی کی سرپرستی میں نعتیہ مشاعرہ جس کا آغاز عرس قادری رضوی کی دوسری شب میں ہوا۔ اور بریلی کا ہر ہر علاقہ اس سے گونج اٹھا۔ پورے شہر میں ادبی انجمنیں قائم ہوئیں۔ اور ایک بار پھر بریلی مرکز اہل سنت کے علاوہ مرکز نعت بھی قرار پایا۔

نعتیہ مشاعروں میں مقامی شعراء شیوا، حیرت، شمس الحسن شمس، راقم، ضمیر، امید، عبرت اور بیرونی شعراء میں روش صدیقی، شفیق صدیقی جونپوری، ضیاء القادری، جامی بدایونی وغیرہم نظر آنے لگے۔

عرس قادری رضوی بریلی کا نعتیہ مشاعرہ نہ صرف شرعی بلکہ ادبی حیثیت سے بھی معیاری سمجھا جاتا تھا۔ اس مشاعرہ میں نعتیہ کلام کا پڑھ لینا بھی شعر اور شاعری کیلئے استاد کا درجہ رکھتا تھا۔ اور یہ سب کچھ حضرت

حجۃ الاسلام کی خصوصی توجہ کا نتیجہ تھا۔

آپ نے اپنے والدِ گرامی وقار امام احمد رضا کی روش کے مطابق بہت سی نعتیں کہیں۔ جن میں کچھ ماہنامہ یادگارِ رضا بریلی میں چھپیں اور کچھ عدم تحفظ کی نذر ہو گئیں۔

"تذکرۂ جمیل کی ترتیب میں راقم الحروف مرتب نے "بیاضِ پاک حجۃ الاسلام (۱۴۱۰ھ) کے تاریخی عنوان کے ذیل میں منتشر نعتوں کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔ اور ان میں کم از کم ایک نعت اور ایک پوری منقبت "ذریعۂ التجا" (۱۴۱۰ھ) غیر مطبوعہ کو پہلی بار شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

حمدِ باری

کون میں کون ہے تو ہی تو، تو ہی تو ہے یا من ہو
تو ہی تو ہے تو ہر سو، یا من لیس الا ہو

لا الٰہ الا ہو لا الٰہ الا ہو لا الٰہ الا ہو یا من لیس الا ہو

ذرّے میں نور ہے گل میں بو، کوئل کوکے کو کو کو
پی کہاں پپیہا کہے ہر سو، اللہ اللہ اللہ

لا الٰہ الا ہو ———— یا من لیس الا ہو

کثرت میں ہے کیسی وحدت، وحدت میں پھر کیسی کثرت
چشمِ مست میں تیری رنگت، پھولوں میں تیری خوشبو

لا الٰہ الا ہو ———— یا من لیس الا ہو

طور بنا ہے ذرہ ذرہ، نور بنا ہے قطرہ قطرہ
تیرا ثمنا گر بت کا بندہ، سجدہ بتوں کا تیری سو

لا الٰہ الا ہو ———— یا من لیس الا ہو

روح میں تو ہے دل میں تو، میری آب و گل میں تو
اصل میں تو ہے ظل میں تو حق حق ہو ہو

لا الٰہ الا ہو ———— یا من لیس الا ہو

لا معبود الا اللہ لا مشہود الا اللہ
لا موجود الا لہ لا مقصود الا لہ

لا الٰہ الا ہو ———— یا من لیس الا ہو

روح و دل سر اور خفی، اخفیٰ میں بھی ہے تو ہی
قلب صنوبر نیل و مری، جاری ساری سب میں تو

لا الٰہ الا ہو ———— یا من لیس الا ہو

حسبی ربی جل اللہ ما فی قلبی غیر اللہ
نور محمد صلی اللہ، اللہ اللہ اللہ

لا الٰہ الا ہو ———— یا من لیس الا ہو

اول تو ہے آخر تو، باطن تو ہے ظاہر تو
قادر قادر قادر تو، اللہ اللہ اللہ

لا الٰہ الا ہو ———— یا من لیس الا ہو

تو میرا آقا میں تیرا بندہ، بندہ بھی کیسا گندا بندہ
رشتِ معاصی سے آگندہ، کر اپنے کرم سے عفو عفو

لا الٰہ الا ہو ———— یا من لیس الا ہو

تحریر ہے آب زر سے ورق، ہے دل میں لکھا حامد کے سبق
انت الهادی انت الحق، لیث الهادی الا ہو

لا الٰہ الا ہو ———— یا من لیس الا ہو

نغمۂ توحید

دل میرا گدگداتی رہی آرزو — آنکھ پھر پھر کے کرتی رہی جستجو
عرش تا فرش ڈھونڈ آیا میں تجھکو تو — نکلا اقرب ز حبلِ ورید گلو
اللہ اللہ اللہ اللہ

طائران چمن کی چہک وحدہٗ — نغمہ بلبل کا ہے لاشریک لہٗ
قمریوں کا ترانہ ہے لا غیرہٗ — زمزمہ طوطی کا ھُوَ ھُوَ ھُوَ
اللہ اللہ اللہ اللہ

بلبلوں کو چمن میں رہی جستجو — پپیا کہتا پھرا "پی کہاں" سو بسو
پر نہ چٹکا کہیں غنچۂ آرزو — ہاں ملا تو ملا میرے دل ہی میں تو
اللہ اللہ اللہ اللہ

شاہدان چمن نے لب آب جو — آب گل سے نہا کر کے تازہ وضو
حلقۂ ذکر گل کے کیا رو برو — اور لگانے لگے دم بدم ضرب ھو
اللہ اللہ اللہ اللہ

رہ کے پردوں میں تو جلوہ آرا ہوا — بس کے آنکھوں میں آنکھوں کا پردہ کیا
آنکھ کا پردہ، پردہ ہوا آنکھ کا — بند آنکھیں ہوئیں تو نظر آیا تو
اللہ اللہ اللہ اللہ

کعبۂ کعبہ ہے کعبۂ دل میرا — کعبہ پیغمبر کا دل جلوہ گاہ خدا
ایک دل پر ہزاروں ہی کعبے فدا — کعبۂ جان و دل کعبے کی آبرو
اللہ اللہ اللہ اللہ

طور سینا پہ تو جلوہ آرا ہوا — صاف موسیٰ سے فرما دیا لن ترانی
اور اِنّی انا اللہ شجر بول اٹھا — تیرے جلووں کی نیرنگیاں سو بسو

اللہ اللہ اللہ اللہ

تجھکو در در پھراتی رہی جستجو — ٹوٹنے پائے طلب تھک رہی آرزو
ڈھونڈتا میں پھرا کو بکو چار سو — تھا رگِ جاں سے نزدیک دل میں تو
اللہ اللہ اللہ اللہ

کون تھا جس نے سبحانی فرما دیا — اور ما اعظم شانی کس نے کہا
بایزید اور بسطام میں کون تھا — کب انا الحق تھی منصور کی گفتگو
اللہ اللہ اللہ اللہ

یا الٰہی دکھا ہم کو وہ دن بھی تو — آب زمزم سے کر کے حرم میں وضو
با ادب شوق سے بیٹھ کے قبلہ رو — مل کے ہم سب کہیں یک زباں ہو بہو
اللہ اللہ اللہ اللہ

میں نے مانا کہ حامد گنہگار ہے — معصیت کیش ہے اور خطا کار ہے
میرے مولیٰ مگر تو تو غفار ہے — کہتی رحمت ہے مجرم سے لا تقنطوا
اللہ اللہ اللہ اللہ

محمد مصطفےٰ نورِ خدا نامِ خدا تم ہو — شہ خیر الوریٰ شانِ خدا اصلِ علیٰ تم ہو
شکیبِ دل قرارِ جاں محمد مصطفےٰ تم ہو — طبیبِ دردِ دل تم ہو مرے دل کی دوا تم ہو
غریبوں دردمندوں کی دوا تم ہو دعا تم ہو — فقیروں بینواؤں کی صدا تم ہو ندا تم ہو
حبیبِ کبریا تم ہو امام الانبیاء تم ہو — محمد مصطفےٰ تم ہو محمد مجتبےٰ تم ہو
ہمارے ملجا و ماویٰ ہمارا آسرا تم ہو — شہ کتابے طٰہٰ کانوں کا شہِ ہر دوسرا تم ہو
غریبوں کی مدد بے بس کا بس روحی فدا تم ہو — سہارا بے سہاروں کا ہمارا آسرا تم ہو
نہ کوئی ماہ وش تم سا نہ کوئی مہ جبیں تم سا — حسینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوبِ خدا تم ہو
حسیں تھے انبیاء کے یوں تو محبوب ہیں لیکن — جو سب پیاروں کے پیارے ہے وہ محبوبِ خدا تم ہو
حسینوں میں تمہیں تم ہو حبیبوں میں تمہیں تم ہو — کہ محبوبِ خدا تم ہو نبی الانبیاء تم ہو
تمہارے حسنِ رنگیں کی جھلک ہے سب حسینوں میں — بہاروں کی بہاروں میں بہارِ جانفزا تم ہو
زمیں میں ہے چمک کس کی فلک پہ ہے جھلک کس کی — مہ و خورشید سیاروں ستاروں کی ضیا تم ہو

وہ لاثانی ہو تم آقا نہیں ثانی کوئی جس کا
اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
بکل شئی علیم لوح محفوظ خدا تم ہو

نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر
تم اول اور آخر ابتدا تم انتہا تم ہو

خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی
خدا پر اسکو چھوڑا ہے وہی جانے کہ کیا تم ہو

اُنا مِنّ حامد و حامد رضا مِنّی کے جلووں سے
بحمد اللہ رضا حامد ہیں اور حامد رضا تم ہو

گنہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہوگا
دلہن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہوگا

کبھی تو چمکے گا نجم قسمت ہلال ماہ تمام ہوگا
کبھی تو ذرے پہ مہر ہوگی وہ مہر ادھر خوش خرام ہوگا

پڑا ہوں میں انکی رہگذر میں پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
دل و جگر فرش رہ بنیں گے یہ دیدہ مشتاق خرام ہوگا

وہی ہے شافع وہی مشفع اسی شفاعت سے کام ہوگا
ہماری بگڑی بنے گی اس دن وہی مدار المہام ہوگا

انھیں کا منہ سب تکیں گے اُس دن جو وہ کرینگے وہ کام ہوگا
دہائی سب انکی دیتے ہونگے انھیں کا ہر لب پہ نام ہوگا

اَنا لَہا کہہ کے عاصیوں کو وہ لیں گے آغوش رحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو انھیں ہر ایک یوں غلام ہوگا

ادھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے ادھر پیاسوں کو جام دینگے
صراط و میزان و حوض کوثر یہیں وہ عالی مقام ہوگا

کہیں وہ جلتے بجھاتے ہونگے کہیں وہ رستے بتاتے ہونگے

وہ پائے نازک پہ دوڑنا اور بعید ہر ایک مقام ہوگا
ہوئی جو مجرم کو بازیابی تو خوف عصیاں کے رنج پہ ہوگی

خمیدہ سر آبدیدہ آنکھیں لرزتا ہندی غلام ہوگا
حضور مرشد گذار ہوں گا کھڑے ہی رہنے سے کام ہوگا

نگاہ لطف و کرم اٹھے گی تو جھک کے میرا سلام ہوگا
خدا کی مرضی ہے انکی مرضی ہے انکی مرضی خدا کی مرضی

انہیں کی مرضی پہ ہو رہا ہے انھیں کی مرضی پہ کام ہوگا
جدھر خدا ہے ادھر نبی ہے جدھر نبی ہے ادھر خدا ہے

خدائی بھر سب اُدھر پھرے گی جدھر وہ عالی مقام ہوگا
اسی تمنا میں دم پڑا ہے یہی سہارا ہے زندگی کا

بلالو مجھ کو مدینے سرور نہیں تو جینا حرام ہوگا
حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامد
خمیدہ سر آنکھ بند لب پر مرے درود و سلام ہوگا

جب چاند سے اُن کے چہرے پہ گیسوئے مشک فام دو
دن ہے کھلا ہوا مگر وقت سحر ہے شام دو

روئے صبیح اک سحر زلف دو تا ہے شام دو
پھول سے گال صبح دم مہر ہیں لالہ فام دو

عارض نور بار سے بکھری ہوئی ہٹی جو زلف
ایک اندھیری رات میں نکلے مہ تمام دو

اُن کی جبین نور پہ زلف سیہ بکھر گئی
جمع ہیں ایک وقت میں ضدین صباح و شام دو

خیر سے دن خدا وہ لائے دونوں حرم ہمیں دکھائے
زمزم و بیرِ فاطمہ کے پئیں چل کے جام دو

ذاتِ حسن حسین ہے عین شبیہِ مصطفٰے
ذات ہے اک نبی کی ذات ہیں اسی کے نام دو

پی کے پلا کے میکشو! ہمکو بچی کچھی ہی دو
قطرہ دو قطرہ ہی سہی، کچھ تو برائے نام دو

ہاتھ سے چار یار کے ہمکو ملیں گے چار جام
دستِ حسن حسین سے اور ملیں گے جام دو

ایک نگاہ ناز پر سیکڑوں جام سے نشہ
گردشِ چشم مست سے ہم نے پئے ہیں جام دو

وسطِ مسبحہ پہ سر، رکھئے انگوٹھے کا اگر
نامِ الٰہ ہے لکھا ہ اور الف ہے لام دو

ہاتھ کو کان پر رکھو یا با ادب سمیٹ لو
دال ہو ایک ح ہو ایک آخرِ حرف لام دو

نام خدا ہے ہاتھ میں، نام نبی ہے ذات میں
مُہرِ غلامی ہے پڑی، لکھے ہوئے ہیں نام دو

نام حبیب کی ادا جاگتے ہوتے ہو ادا
نام محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو

نام خدا ہر قعہ، نام خدا رُخِ حبیب
بینی الف ہے ہ دہن زلف دو تا ہے لام دو

وحشی ہے ایک دل مرا زلف سیاہ فام کا
بندشِ عشق سخت تر صید ہے ایک دام دو

تلووں سے اُن کے چار چاند لگ گئے مہر و ماہ کو
ہیں یہ انھیں کی تابشیں، ہیں یہ انھیں کے نام دو

گاہ وہ آفتاب ہیں گاہ وہ ماہتاب ہیں
جمع ہیں اُن کے گالوں میں مہر و مہ تمام دو

بازیٔ زیست مات ہے موت کو بھی ممات ہے
موت کو بھی ہے ایکدن موت پہ اذنِ عام دو

اب تو مدینے لے بلا گنبدِ سبز دے دکھا
حامد و مصطفٰے ترے، ہند میں ہیں غلام دو

شاہدِ گل ہے مست ناز جلوۂ نو بہار میں
ناز و ادا کے پھول ہیں پھولے گلے کے ہار میں

آئیں گھٹائیں جھوم کر عشق کے کوہسار میں
بارشِ غم ہے اشکبار گریۂ بے قرار میں

عشق نے چھوڑی پھلجڑی دل کی لگی بھڑک اٹھی
آتشِ گل کے پھول سے آگ لگی بہار میں

آنکھوں سے لگ گئی جھڑی بحر میں موج آ گئی
سیلِ سرشک اُبل پڑا نالۂ قلب زار میں

شوق کی چیرہ دستیاں دل کی اڑائیں دھجیاں
وحشتِ عشق کا سماں دامن تار تار میں

بجلی سی اک تڑپ گئی خرمنِ ہوش اڑ گیا
برق شرارہ بار تھی جلوۂ نور یار میں

تابشِ رُخ سے چار چاند لگ گئے مہر و ماہ کو

حُسنِ ازل ہے جلوہ ریز آئینۂ عذار میں
کعبۂ ابرو دیکھ کر سجدے جبیں میں مضطرب
دل کی تڑپ کو چین کیا تاب کہاں قرار میں
شاہدِ گل ہے مصطفےٰ طیبہ چمن ہے جاں فزا
گلشنِ قدس ہے کھلا صحنِ حریمِ یار میں
سوسن و یاسمن، سمن، سنبل و لالہ نسترن
سارا ہرا بھرا چمن پھولا اسی بہار میں
باغِ جناں لہک اُٹھا، قصرِ جناں مہک اُٹھا
سیکڑوں دل ہیں چمن کھلے پھول کی اک بہار میں
سارے بہاروں کی دلہن ہے مرے پھول کا چمن
گلشنِ ناز کی پھبن طیبہ کے خار خار میں
تم ہو حبیبِ کبریا پیاری تمہاری ہر ادا
تم سا کوئی حسیں بھی ہے گلشنِ روزگار میں
نکلی نہ کوئی آرزو دل کی ہی دل میں رہ گئی
حسرتیں ہیں ہزار دفن قلب کے ایک مزار میں
خارِ مدینہ دیکھ کر وحشتِ دل ہے زور پر
دستِ جنوں الجھ گیا دامنِ دل کے تار میں
ماہ تری رکاب میں، نور ہے آفتاب میں
بو ہے تری گلاب میں رنگ ترا انار میں
غنچۂ دل مہک اٹھا موجِ نسیمِ طیبہ سے
روح شمیم تھی بسی گیسوئے مشکبار میں
شوق کی ناشکیبیاں سوز کی دل گدازیاں

وصل کی نامرادیاں عاشقِ دلفگار میں
گردشِ چشمِ ناز سے حامدِ میگسار مست
رنگِ سرور و کیف ہے چشمِ خمار دار میں

"ذریعۂ التجا"

۱۰ ــــــــ ۱۲

ماومن سے بچائے آلِ رسول … من و عن ہوں رضائے آلِ رسول
حق میں مجھکو گمائے آلِ رسول … مجھکو حق سے ملائے آلِ رسول
میری آنکھوں میں آئے آلِ رسول … میرے دل میں سمائے آلِ رسول
تو ہی جانے فدائے آلِ رسول … قدر سمو سمائے آلِ رسول
سات افلاک زینے پھر کرسی … عرش رفعت سرائے آلِ رسول
چاند نا چاند کا مدینے کے … لمعۂ حق نمائے آلِ رسول
ہے ارادہ ترا ارادۂ حق … حق کی مرضی رضائے آلِ رسول
بعد جسکے نہ ہوگا فقر کبھی … وہ غنا ہے غنائے آلِ رسول
صبغۃ اللہ کی چڑھی اپنی … حق کی رنگت رچائے آلِ رسول
اسکی نیرنگیوں میں ہوں یکرنگ … رنگ وحدت جمائے آلِ رسول
ہو خودی دور اور خدا باقی … ہو خدا ہی خدائے آلِ رسول
موت سے پہلے مجھکو موت آئے … میری ہستی مٹائے آلِ رسول
یوں مٹوں میں کہ مجھ میں مٹ جائے … مجھکو مجھ سے گمائے آلِ رسول
جیتے جی جی ہی میں گذر جاؤں … پھول میری اٹھائے آلِ رسول
بیڑی کٹ جائے ہر تشخص کی … قید سے یوں چھڑائے آلِ رسول
یہ خودی بھی فدائے دعویٰ ہے … کر دے بیخود خدائے آلِ رسول

صورتِ شیخ کا تصور ہو — ہوں میں محوِ لقائے آلِ رسول
سر تا پایم فدا سر و پایت — وہ چہ نور و ضیائے آلِ رسول
دل و جانم فدا سرت گردم — نورِ حق ہے ثنائے آلِ رسول
بحر ہے قطرے کے سینے میں تلاطم — خم میں یم کو سمائے آلِ رسول
حقہٗ حق ہو ظاہر و باطن — حق کے جلوے دکھائے آلِ رسول
دل میں حق حق زباں پہ حق حق ہو — دیدِ حق کی کرائے آلِ رسول
حق کا دیوانہ ہادیٔ حق سے — حق کی دھومیں مچائے آلِ رسول
فانی ہو جاؤں شیخ میں اپنے — ہو بہو ہو ادائے آلِ رسول
فانی فی اللہ باقی باللہ ہوں — تو ہی تو ہے خدائے آلِ رسول
یہ تقرب ملے نوافل سے — ہوں حبیب فدائے آلِ رسول
ہاتھ پاؤں ہو آنکھ کان ہو وہ — عقل بھی ہو فدائے آلِ رسول
میرے اعضا بنے مرا مولےٰ — مجھ پہ پیار آئے۔ آئے آلِ رسول
اُس سے دیکھوں سنوں چلوں پکڑوں — مولیٰ ہے بندہ پائے آلِ رسول
میری ہستی حجاب ہے میرا — تو ہی پردہ اٹھائے آلِ رسول
قرب حاصل ہو پھر فرائض کا — صوفی کامل بنائے آلِ رسول
ملکِ لاہوت سے الی الناسوت — ہونے رجعت نہ پائے آلِ رسول
سیر فی اللہ اور من اللہ ہو — درجے سب طے کرائے آلِ رسول
سیر الی اللہ فنا کے متعلق ہے — پورا سالک بنائے آلِ رسول
قیدِ ناسوت سے رہائی ہو — پھیرے پیر بڑھائے آلِ رسول

شاخِ لاہوت پر بسیرا ہو
ہو یہ طائر ہمائے آلِ رسول

یا الٰہی برائے آلِ رسول — دل میں بھر دے ولائے آلِ رسول
سوکھے دھانوں پہ بھی برس جائے — ابرِ جود و سخائے آلِ رسول
سر ہے قربان تجھ پہ آنکھوں سے — آنکھیں سر سے فدائے آلِ رسول
سحق نعلین رگڑا آنکھوں کا — طوطیا خاکپائے آلِ رسول
میری بگڑی بنی ہے تیرے ہاتھ — تو ہی بگڑی بنائے آلِ رسول
تجھ سے جس کو ملے پیارے — تجھ سے جو پائے پائے آلِ رسول
تیز ہی مہرِ حشر کا کیا خوف — میں ہوں زیرِ لوائے آلِ رسول
بادشاہ ہیں گدا ترے در کے — ہوں گدائے گدائے آلِ رسول
تاج والوں کا تاجِ عزت ہے — کفشِ نعلین پائے آلِ رسول
ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم مار ہو — دل کی کلیاں کھلائے آلِ رسول
بھینی بھینی بسی مست خوشبو سے — دل کی کلیاں بسائے آلِ رسول
طیبہ طیبہ میں ہیں بسی کلیاں — مہکی گلگوں قبائے آلِ رسول
بھولے بھٹکوں کا خضر ہی تو ہے — راستہ پر لگائے آلِ رسول
سبز گنبد پہاڑ کے جا بیٹھو — شوق کے پر لگائے آلِ رسول
خاک میری اڑے جو بعدِ فنا — مدنی ہو ہوائے آلِ رسول
اب تو گدیہ گردوں کی چاندی ہے — ہائے گھر سے سکھائے آلِ رسول

غم سے آسن جمائے در پہ گدا
کوئی پیالہ پلائے آلِ رسول

پار بیڑا لگائے آلِ رسول ڈوبے بجرے ترائے آلِ رسول
جو ہیں اپنے پرائے آلِ رسول سب کو اپنا بنائے آلِ رسول
ٹھوکروں پہ نہ ڈال غیروں کی ہم ہیں قدموں میں آئے آلِ رسول
تیرا باڑا ہے بٹ رہا جگ میں تو ہی دے یا دلائے آلِ رسول
جھولی پھیلائے ہے ترا منگتا بھر دے داتا برائے آلِ رسول
دیدے پھکار کر کوئی ٹکڑا سگِ در کو رضائے آلِ رسول
در سے اپنے نہ کر اسے در در در دے در کی رضائے آلِ رسول
دور دوری کا دور دور ہو دور پھیرے نہ آئے آلِ رسول
نگھرے در بدر بھٹکتے ہیں دے ٹھکانہ برائے آلِ رسول
تلخیاں ساری دور ہو جائیں مئے شربت پلائے آلِ رسول
ہیں رضا غوث کے قدم بقدم ہیں قدم اُن کے پائے آلِ رسول
جس نے پایہ تمہارا پایا ہے کہ اٹھا ہیں نے پائے آلِ رسول
اپنی قدموں کے نیچے ہے جنت اور قدم ہیں یہ پائے آلِ رسول
اُن کی سیرت ہے سیرتِ نبوی اُن کی صورت لقائے آلِ رسول
اُن کے جلووں میں اُنکے جلوے ہیں ہر ادا سے ادائے آلِ رسول
آتے دیکھیں جو اعلیحضرت کو آنکھیں کہدیں یہ آئے آلِ رسول
ہے بریلی میں آج مارہرہ اعلیحضرت ہے جائے آلِ رسول
قادریوں کا ہے لگا میلہ ہے تماشا ضیائے آلِ رسول
نوری مسند پہ نوری پتلا ہے اچھا ستھرا رضائے آلِ رسول
چتر رحمت کا شامیانہ ہے سر پہ ہے یا ردائے آلِ رسول

ہیں پروں سے کئے ہوئے سایہ پرے قدسی جمائے آلِ رسول
ہیں گھٹا ٹوپ رحمتیں چھائیں پا ہے ظل ہمائے آلِ رسول
غوث کا ہاتھ ہے مریدوں پر برزمیں کالسماء آلِ رسول
برکاتی برکات کا دولہا شاہ احمد رضائے آلِ رسول
برکاتی پیار کا سہرا تیرے سر ہے رضائے آلِ رسول
قادریت دلہن بنی۔ نوشہ شاہ احمد رضائے آلِ رسول
نور کا حلہ جوڑا شاہانہ نوری جامہ عبائے آلِ رسول
نور کی چہرے پر نچھاور ہے صدقے ہم سب گدائے آلِ رسول

بیل میری بھی اب منڈھے چڑھ جائے
صدقہ حامد رضائے آلِ رسول

نغمۂ رسالت

(از برکات حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز)

وہ عرش بریں پر جلوہ نگن محبوب خدا سبحان اللہ — اک بار ہوا دیدار جسے سو بار کہا سبحان اللہ
حیران ہوئے برق اور نظر اک آن ہے اور اتنا سفر — [illegible] نے کہا سبحان اللہ
طالب کا پتہ مطلوب کو ہے مطلوب ہے طالب سے واقف — پردے میں بلا کر مل بھی لئے پردہ بھی رہا سبحان اللہ
ہے عبد کہاں معبود کہاں معراج کی شب ہے راز نہاں — دو نور حجاب نور میں تھے خود رب نے کہا سبحان اللہ
جب سجدوں کی آخری منزل تک جا پہنچا عبد مستانہ — [illegible] ما شاء اللہ حضرت نے کہا سبحان اللہ

کچھ حامد انسان ہی کیا یہ راز ہیں حسن و الفت کے
خالق کا حبیبی کہنا تھا مخلوق نے کہا سبحان اللہ

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں

نذرانۂ عقیدت

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا
ہند تو ہند عرب میں ہوا شہرہ تیرا

نام اعلیٰ ہے ترا حضرت اعلیٰ تیرا
کام اولیٰ ہے ترا اے شہ والا تیرا

کوئی کیا جانے بڑا کتنا ہے رتبہ تیرا
اصفیا چومنا چاہیں وہ ہے تلوا تیرا

کار تجدید ادا کرتا تھا خامہ تیرا
سرِ باطل کا اُڑا کرتا تھا تیغا تیرا

کتنا اونچا کیا اللہ نے رتبہ تیرا
غوث اعظم کو کیا آقا و مولے تیرا

تیرے اچھوں نے کیا ہے بڑا اچھا تیرا
پھر بھلا کیا کوئی بدخواہ کریگا تیرا

نسبت آل رسولی بھی عجب نسبت ہے
غوث تک لے گیا تجھکو یہ وسیلہ تیرا

عمر کا تیرہواں سن اور ہم چار ہی سن
اتنی مدت میں ہوا عالم کا چرچا تیرا

اس صدی کا تو مجدد تو زمانے کا امام
اہل حق چلتے ہیں جس پر وہ ہے رستہ تیرا

تجھکو اللہ نے ہر فضل عطا فرمایا
کون سا علم کہ جس میں نہیں حصہ تیرا

تجھ پہ ہے اک تن بے سایہ کا ایسا سایہ
پھیلتا جاتا ہے ہر سمت اُجالا تیرا

اس زمانے میں کوئی تجھ سا نہ دیکھا نہ سنا
غوث اعظم کی کرامت تھی سراپا تیرا

ہر جگہ منظر اسلام نظر آتا ہے
تیرا گھر کوچہ و بازار محلہ تیرا

آج تک بھی ترے شاگردوں کے شاگردوں سے
قصر باطل میں بلند ہوتا ہے نعرہ تیرا

مسلک حق کی ضمانت ہے ترا نام رضا
شان تحقیق ادا کر گیا خامہ تیرا

تیری ہر بات ہے آئینہ حق و باطل
تیرے ہر کام میں ہے رنگ نرالا تیرا

فاضل ایسا کر دیا رب نے تجھے فضل کثیر
عالم ایسا کہ ہر عالم ہوا شیدا تیرا

ہر ورق تیرا شریعت کی دلیل روشن
ایک قانون مکمل ہے فتاویٰ تیرا

تیری تحریر پہ انگشت بدنداں تھا عرب
تیری تقریر بھی تھی قادری تیغا تیرا

ترجمہ وہ کیا قرآن کا کنز الایمان
حشر تک جاری یہ فیضان رہیگا تیرا

تو نے عنوان یہ ایمان کا دنیا کو دیا
عشق سرکار دو عالم تھا وظیفہ تیرا

میں رضا کا رہا تیرا سفر ہو کہ حضر
نام ہر بار میں لیتا رہا آقا تیرا

کا الامر تری تجدید کا اللہ اللہ
مسلک اہل سنن بن گیا رستہ تیرا

تو نے ایمان دیا تو نے جماعت دیدی
اہلسنت پہ ہے احسان یہ آقا تیرا

مصطفیٰ[1] کا ترے خادم ترے حامد[2] کا غلام
خوشتر بندۂ دربار ہے تیرا تیرا

معروضہ

فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی محمد ابراہیم خوشتر صدیقی
غفرلہ المولی القوی

خانقاہ قادریہ رضویہ ڈربن جنوبی افریقہ

[1] حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہ العزیز

[2] حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں قادری رضوی نوری قدس سرہ السامی

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

ہفت روزہ "اخبار جہاں" کراچی' نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۸ر جولائی ۱۹۹۵ء میں "مکتوب دہلی" کے عنوان سے سید عبدالوحید حسینی کے قلم سے ایک مقالہ سپرد اشاعت کیا ہے۔ جس میں فاضل مقالہ نگار نے بھارت کی جنگی تیاریوں پر خرچ ہونے والے کھربوں روپے کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

> "ہندوستان کے وزیر اعظم نرسیما راؤ نے بریلی میں حضرت امام احمد رضا کے مزار کی تزئین و آرائش اور جدید کمپلیکس کی تعمیر کے لیے ایک کروڑ روپیہ دینے کی پیش کش کی ہے۔ ہندوستان کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ سلمان خورشید ایک کروڑ روپیہ لے کر دربار پر پہنچ گئے۔ مگر پانچ ہزار سے زائد مسلمانوں کے ہجوم نے وزیر اعظم کو مزار پر جانے سے روک دیا۔ مشتعل ہجوم نے وزیر مملکت کو ایک کروڑ روپے کے بریف کیس سمیت بھگا دیا"۔

آپ "مکتوب دہلی" کے نامہ نگار کے الفاظ کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں کہ اعلیٰ حضرت کے غریب نام لیوا اور ان کے مزار کے تہی دست سجادہ نشین کس کی غیرت سے اتنی خطیر رقم کو ٹھکرا رہے ہیں۔ ہندوستان میں ایک کروڑ کی رقم کوئی معمولی رقم نہیں۔ مگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی روح آج بھی پکار رہی ہے

"میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں!

آج بریلی میں اعلیٰ حضرت کے مزار کی از سر نو تعمیر ہو رہی ہے۔ مسجد کو وسیع کیا جا رہا ہے۔ ایک عظیم الشان لائبریری قائم ہو رہی ہے۔ ایک اشاعتی ادارہ قائم ہو رہا ہے۔ ایک دارالافتاء کا سیکرٹریٹ بنایا جا رہا ہے۔ یہ کروڑوں روپے کا منصوبہ ہے مگر اعلیٰ حضرت کے جانشین کسی ایسی رقم کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے جس سے اعلیٰ حضرت کی غیرت پر حرف آئے۔